نعت رسول مقبول ﷺ

نعت رسول مقبول ﷺ جناب غلام حیدر نے پیش کی۔

میرے آقا آؤ کہ مدت ہوئی ہے
تیری راہ میں اکھیاں بچھاتے بچھاتے
تیری حسرتوں میں تیری چاہتوں میں
بڑے دن ہوئے گھر سجاتے سجاتے
میرے آقا آؤ کہ مدت ہوئی ہے
میرا ہے یہ ایماں میرا یہ یقیں ہے
میرے مصطفیٰ سا نہ کوئی حسیں ہے
رخ ان کا دیکھا ہے جب سے قمر نے
نکلتا ہے منہ کو چھپاتے چھپاتے
میرے آقا آؤ کہ مدت ہوئی ہے
تیری راہ میں اکھیاں بچھاتے بچھاتے
میرے آقا آؤ کہ مدت ہوئی ہے

جناب سپیکر: میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے رواں اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔ میاں یاور زمان : ایم پی اے پی پی۔191
2۔ سردار محمد امان اللہ خان دریشک : ایم پی اے پی پی۔249
3۔ محترمہ شازیہ اشفاق مٹو : ایم پی اے پی پی۔95
4۔ جناب محمد یار ہراج : ایم پی اے پی پی۔215

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ابھی وقفہ سوالات شروع ہونا تھا۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جی!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! وقفہ سوالات اور باقی معاملات تو چلتے رہیں گے لیکن جہاں اس ملک کی سرحدوں پر آگ لگی ہوئی ہے، ہماری سلامتی خطرے میں پڑی ہوئی ہے، ہماری خود مختاری پر آنچ آ رہی ہے، ملک کی بقاء اور سلامتی پر حرف اُٹھ رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں جہاں بے گناہوں کا خون ہو رہا ہے، اس ملک اور عوام کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے اور constitutionally اس ملک میں بسنے والے عوام کے حقوق کا تحفظ اس ایوان اور وفاقی حکومت کا حق بنتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس burning issue پر جو ہمارے allies forces نے ہمارے بارڈر کے اندر گھس کر بے گناہ پاکستانی مسلمانوں کو اس ماہ صیام کے مبارک موقع پر ہمیں یہ تحفہ دیا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ سب سے پہلے اس کے خلاف ایک متفقہ قرارداد اس ہاؤس میں لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: متفقہ قرارداد آپ کی آ رہی ہے، آپ بھی اس میں شامل ہو جائیں۔ یہاں لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، سب کی بات ہوئی ہے، یہ مشترکہ طور پر سارے ہاؤس کی طرف سے جائے گی اور ساری parties کی طرف سے جائے گی۔ آپ کی مہربانی کہ آپ نے اس کی نشاندہی کی۔ اس سے پہلے شاید آپ کو پتا نہیں تھا لیکن میں نے آپ کو بتا دیا ہے کہ وہ مشترکہ قرارداد آپ کی آ رہی ہے۔ شکریہ

سوالات (محکمہ جات زکوٰۃ و عشر اور ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے وقفہ سوالات میں محکمہ زکوٰۃ و عشر اور ٹرانسپورٹ کے بارے میں سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پہلا سوال محترمہ آمنہ الفت کا ہے۔ محترمہ! اپنے سوال کا نمبر بولئے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 114 ہے۔

سال2008 میں عوام کی طرف سے بس اور ویگن کے ڈرائیوروں، کنڈیکٹروں کے خلاف درخواستوں کا مسئلہ

*114: **محترمہ آمنہ الفت** :کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال2008 کے دوران عوام کی طرف سے بس اور ویگن کے ڈرائیوروں اور کنڈیکٹروں کے خلاف کتنی تحریری درخواستیں وصول ہوئیں بس اور ویگن کے نمبر کون کون سے تھے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) تحریری شکایات ملنے پر حکومت نے ان کے خلاف قانون کے تحت کیا کارروائی کی، ہر ویگن کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) تمام ڈویژنل ڈی آر ٹی ایز سے موصولہ تفصیلات بابت شکایات برخلاف ڈرائیور، کنڈیکٹر حضرات کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ شکایات کی روشنی میں بسوں اور ویگنوں کے خلاف مروجہ قوانین کے مطابق کارروائی عمل میں لائی گئی جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

-1	DRTA,Lahore	سات گاڑیاں
-2	DRTA, Multan	بارہ گاڑیاں
-3	DRTA, Faisalabad	بارہ گاڑیاں
-4	DRTA, Sargodha	گیارہ گاڑیاں
-5	DRTA, Bahawalpur	سات گاڑیاں
-6	DRTA, Rawalpindi	تئیس گاڑیاں
-7	DRTA, Gujranwala	انتالیس گاڑیاں
-8	DRTA, D.G.Khan	دس گاڑیاں

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس سوال میں وزیر ٹرانسپورٹ سے گزارش کی تھی کہ سال 2008 کے دوران عوام کی طرف سے بس اور ویگن کے ڈرائیوروں اور کنڈیکٹروں کے خلاف کتنی تحریری درخواستیں وصول ہوئیں، بس اور ویگن کے نمبر کون کون سے تھے؟ اس کی تفصیل مجھے

موصول ہو گئی ہے۔اس سوال کا جزیہ تھا کہ تحریری شکایات ملنے پر حکومت نے ان کے خلاف قانون کے تحت کیا کارروائی کی، ہر ویگن کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل فراہم کی جائے۔ یہ تفصیل مجھے مل گئی ہے اس کے لئے بہت شکریہ۔ البتہ میرا اس حوالے سے ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی ضمنی سوال آ رہا ہے، کیا منسٹر ٹرانسپورٹ تشریف فرما ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ ڈرائیوروں اور کنڈیکٹروں کا رویہ سواریوں کے ساتھ انتہائی بد تمیزی والا ہوتا ہے۔ بعض اوقات وہ بہت بد تمیزی سے پیش آتے ہیں اور غلط ڈرائیونگ کرتے ہیں۔ جس سے بہت زیادہ نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے بلکہ بہت سی جانیں اس سلسلے میں ضائع ہوتی ہیں اور کیا ایسی کوئی تجویز یا ان کی تربیت کا کوئی پروگرام زیر غور ہے کہ ان کی تربیت کی جائے جیسے Daewoo بس کے کنڈیکٹروں اور ڈرائیوروں کی تربیت کی جاتی ہے اس انداز میں کہ انہوں نے کس سپیڈ سے گاڑی چلانی ہے ، انہوں نے لوگوں سے مخاطب کیسے ہونا ہے، سواریوں کا احترام انہوں نے کس انداز سے کرنا ہے، کیا وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ کوئی ایسا پروگرام ان کے منصوبے میں شامل ہے ؟

جناب سپیکر: کیا اس سوال کا جواب دینے کے لئے وزیر ٹرانسپورٹ تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محترمہ نے جو بات کی ہے یہ بالکل درست شکایت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے متعلق میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ ان کی اس تجویز کو یا ان کے concern کو نوٹ کر لیا ہے۔ محکمہ کے جو لوگ بیٹھے ہیں انہوں نے بھی نوٹ کر لیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ in future اس پر implement کرانے کی کوشش کریں گے تاکہ یہ complaint نہ ہو۔

جناب سپیکر: چلیں، شکریہ۔ میرے خیال میں آپ کو مطمئن ہونا چاہئے۔ اگر آپ ابھی بھی مطمئن نہیں ہیں تو آپ ایک بھائی کو ساتھ لے کر آئیں، میرے پاس بیٹھیں، میں بھی آپ کو اس بارے میں کچھ بتا سکتا ہوں۔ شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ مروجہ قوانین سے ان کی کیا مراد ہے، وہ شق کیا ہے جس کے مطابق یہ سزائیں دی جاتی ہیں اور یہ کہ اس کی کیا سزا مقرر ہے؟ میرے نزدیک تو یہ جو انہوں نے صرف over charging کی وجہ سے 500 روپیہ، 1000 روپیہ جرمانہ لیا ہے وہ تو اتنا ناکافی ہے کہ ویگن والوں کے لئے تو یہ کوئی سزا ہی نہ ہوئی بلکہ انعام ہوا کہ 500 روپیہ دے دو اور عوام سے جتنا مرضی ڈگنا تگنا کرایہ لے لو۔ یہاں جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں یہ محترمہ آمنہ الفت کے پاس پوری لسٹ ہے اس میں اگر آپ دیکھیں اتنی قلیل رقم بطور جرمانہ رکھی جاتی ہے یا تو اس کو revise کیا جائے یا اس شق کی تفصیل بتائیں کہ آخر کس شق کے تحت سزائیں دی جاتی ہیں اور وہ مروجہ قانون کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو متعلقہ rules ہیں اس کی کاپی تو میرے پاس نہیں ہے اگر محترمہ کہیں گی تو ان کو وہ کاپی فراہم کر دی جائے گی۔ باقی یہ ہے کہ اب اس میں جو پٹرول کی قیمتیں بڑھی ہوئی ہیں اور جو ٹرانسپورٹر ہیں، ویگن مالکان، ڈرائیور یا کنڈیکٹر صاحبان تو وہ بھی کوئی اتنے زیادہ امیر لوگ نہیں ہیں یا کوئی صاحب حیثیت لوگ نہیں ہیں وہ بھی مزدور لوگ ہی ہیں تو یہ جرمانے کا جس طرح میری بہن ڈاکٹر صاحبہ نے فرمایا کہ 500 روپیہ بہت کم ہے تو اگر ان کی تجویز ہے تو اس کو بڑھایا جا سکتا ہے لیکن سردست یعنی ڈیپارٹمنٹ کا یہ خیال ہے کہ 500 روپیہ جرمانہ کافی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ ruling بلکہ وزیر قانون صاحب سے یہ درخواست کروں گی کہ اس معاملے کو اتنا lightly نہ لیا جائے۔ یہ check and balance کے بغیر جیسے پٹرول کی قیمتیں بھی بڑھ گئی ہیں ویسے جرمانہ بھی بڑھایا جائے کیونکہ اس سے عوام کو تنگ کرنے کے لئے جرأت بڑھتی ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گی اور آپ سے ruling چاہوں گی کہ اس معاملے کو کمیٹی میں لائیں اور اس کو revise کریں۔

جناب سپیکر: وہ encourage نہیں کرنا چاہتے، ایسا کام کرنے والوں کو وہ discourage کر رہے ہیں اور discourage کرنے کی وجہ سے ہی ان کو جرمانہ کیا جا رہا ہے تاکہ ان کو یہ تنبیہ ہو کہ اگر میں غلط کروں گا تو مجھے جرمانہ ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہے کہ آپ اس کو باقاعدہ کمیٹی میں لائیں اور اس جرمانہ کو revise کریں اور اس کے check and balance کے لئے مزید قوانین بنائیں۔ یہ بہت ضروری ہے اور اس کو enhance کریں۔ میں اس لئے درخواست کروں گی کہ اسی سوال کو take up کریں کیونکہ صرف سوال اور جواب کرنا مقصد نہیں ہے، مقصد یہ ہے کہ اگر ایک چیز وقفہ سوالات کے ذریعے منسٹر صاحب کے نوٹس میں لائی جاتی ہے تو صرف اس کا جواب آئیں بائیں شائیں کرنے کی بجائے اس پر ایکشن لیا جائے اور ایکشن یہی ہے کہ آپ اس معاملے کو کمیٹی میں لائیں۔ یہ عام پبلک ٹرانسپورٹ کا معاملہ ہے، لوگ بھی بڑے غریب ہیں، ان کی بھی تنخواہیں قلیل ہیں، صرف ان کے پٹرول کے اوپر رحم نہ کھایا جائے، لوگوں کی جیب پر بھی رحم کھایا جائے اور اس کو revise کیا جائے اور تمام ویگن، والوں Hiace والوں کے اوپر ایک strict ایکشن لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، آپ کی بات سن لی ہے، منسٹر صاحب نے بھی سن لی ہے، محکمہ والے بھی سن رہے ہیں، اس پر ضرور غور کریں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جس طرح سے پٹرول میں اضافہ ہوتا ہے اسی طرح ٹرانسپورٹر بھی اس کے ساتھ ہی کرایوں میں اضافہ کر دیتے ہیں لیکن جو سرکاری ملازمین ہیں ان بیچاروں کا کیا قصور ہے، کیا آپ اسی حساب سے جس طرح سے پٹرول میں اضافہ ہوتا ہے کرایوں میں اضافہ ہوتا ہے، کیا آپ ان کی تنخواہوں میں اضافہ کرتے ہیں یا حکومت کا کوئی ایسا پروگرام ہے کہ ان کی تنخواہوں میں بھی اسی طرح اضافہ کیا جائے یا پھر بجٹ میں اس معاملہ کو لایا جائے کیونکہ ہمارے بہت سارے ملازمین بلکہ 90 فیصد لوگ ایسے ہیں جن کا ان تنخواہوں میں اپنا ہی گزارہ نہیں ہوتا تو وہ اس طرح سے اتنے کرائے کیسے دے سکتے ہیں میں محترم وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس کا کیا حل ہے یا وہ اس مسئلے کا کوئی حل نکالنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ محترمہ نے موجودہ بجٹ کا حوالہ دیا ہے تو اس سال تو اس قسم کی کوئی تجویز نہیں ہے کہ تنخواہوں میں مزید اضافہ کیا جائے جو اضافہ وفاقی حکومت نے کیا تھا پنجاب گورنمنٹ نے اس کے مطابق اضافہ کر دیا ہے۔ باقی آئندہ جس بات کی انہوں

نے نشان دہی کی ہے اس کو دیکھا جائے گا کہ پنجاب حکومت کے وسائل میں اگر کوئی گنجائش ہوئی تو انشاء اللہ اس کو بڑھا دیا جائے گا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کا یہی حل ہے کہ پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ کو روکا جائے یا پھر ملازمین کی تنخواہوں میں اس حساب سے اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وہ علیحدہ مسئلہ ہے۔ انہوں نے سن لیا ہے اور آپ کو بتا بھی دیا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سن لیا ہے مگر گورنمنٹ اس پر کوئی غور بھی کرے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ نے بڑا اچھا سوال کیا ہے لیکن میں کہتی ہوں کہ جب یہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کا محکمہ چلتا تھا اور mini buses چلتی تھیں تو اس وقت ڈرائیوروں اور کنڈیکٹروں کے رویے ایسے نہیں تھے کیا حکومت اس پر کوئی غور کر رہی ہے؟ سیکرٹری بھی ہے، پورا محکمہ اس کو چلاتا ہے لیکن گورنمنٹ کی بسیں نہیں چلتیں، اسی لئے ان کے رویے درست نہیں ہیں۔ کیا گورنمنٹ نے اس بارے میں کچھ سوچا ہے کہ ہم پبلک کو ٹرانسپورٹ کس طریقے سے دینا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تو نیا سوال بنتا ہے۔ اب اس کا جواب اس سوال کے جواب سے تو نہیں نکالا جا سکتا۔ یہ انہوں نے جو تجویز دی ہے اس کو نوٹ کر لیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں بات کرنا چاہتی ہوں جو اس سوال سے related ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس طریقے سے ان کو نقد کی صورت میں جرمانہ کیا جاتا ہے جیسے ڈاکٹر سامیہ امجد نے بتایا کہ ان کو جس طریقے سے جرمانہ کیا جاتا ہے اور وہ بہت nominal ہوتا ہے اگر ان کی سزا میں کوئی ایسی جسمانی سزا یا ان کا لائسنس کچھ عرصے کے لئے معطل کر دیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: بی بی! جسمانی سزا تو کوئی نہیں دے سکتا۔

محترمہ آمنہ الفت: جسمانی سزا نہ دی جائے، اس کا لائسنس کچھ عرصے کے لئے معطل کر دیا جائے۔ کوئی ایسی تجویز زیر غور لائے جانے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: جی! آپ کی یہ بات ٹھیک ہے۔ وارننگ دی جا سکتی ہے۔ شاہ صاحب! آپ کی آمد کا شکریہ۔ جی! اگلا سوال نمبر 520 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے، تشریف رکھتی ہیں؟۔۔۔ جی، تشریف نہیں رکھتیں، یہ سوال ختم کیا جاتا ہے۔ دوسرا سوال نمبر 521 بھی محترمہ زوبیہ رباب ملک کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ اگلا سوال راجہ حنیف عباسی صاحب کا ہے۔ تشریف فرما ہیں؟۔۔۔

DR. SAMIA AMJAD: On his behalf Sir!

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔ On his behalf.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سوال نمبر 426 ہے۔ (معزز رکن نے راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کی ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

راولپنڈی میں میٹرو ٹرانزٹ ٹرین چلانے کا منصوبہ

*426: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ صوبائی حکومت راولپنڈی میں میٹرو ٹرانزٹ ٹرین چلانے کا ارادہ رکھتی ہے، جو راولپنڈی میں اندرون شہر اور راولپنڈی سے اسلام آباد تک لوگوں کو ٹرانسپورٹ کی سہولیات مہیا کرے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

معزز رکن اسمبلی کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ فی الوقت محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب ضلع راولپنڈی میں میٹرو ٹرانزٹ ٹرین چلانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اس سوال میں یہ لکھا ہے کہ "لوگوں کو ٹرانسپورٹ کی سہولت مہیا کرے۔ اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟" تو جواب میں 'نہیں' لکھا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ "کوئی ایسا منصوبہ زیر غور 'نہ' ہے" سوال کا جواب یہ نہیں دیا کہ کیوں نہیں ہے۔ کیا ان کے پاس کوئی financial problems ہیں، کیا کوئی ان سے investment کرنے کے لئے تیار نہیں ہے یا یہ ان

کو ضرورت ہی نہیں ہے؟ راولپنڈی والی اس سروس کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی جا رہی۔ راولپنڈی میں یہ ٹرانسپورٹ کا ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے تو کیا اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے؟ آخر گورنمنٹ نے نہ کرکے اس کی وجہ بتانے کی تکلیف بھی گوارا نہیں کی۔ سوال میں لکھا ہے اگر نہیں تو کیوں؟ انہوں نے ”نہیں“ تو کہہ دیا ہے لیکن کیوں کا جواب دینے کو تیار نہیں ہیں۔ Kindly یہ تفصیل سے بتائیں کہ راولپنڈی والوں سے کیا دشمنی ہے؟ یہ کیا وہاں پر اتنی ماڈرن ایک جو چیز ہے اور پبلک ٹرانسپورٹ کی جو سہولت دینی چاہئے وہ راولپنڈی والوں پر کیوں عذاب ہے؟

جناب سپیکر: میری بہن یہ کوئی دشمنی کی بات نہیں ہے، بات یہ ہے کہ اگر اس کا کوئی منصوبہ آتا یا تو ان کے سامنے آیا ہوتا اور انہوں نے اس پر کچھ عمل کیا ہوتا تو وہ آپ کو جواب دیتے کہ ہم نے یہاں تک اس پر عمل کیا ہے وہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ابھی وہ شروع ہی نہیں کیا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وہ تو ”نہیں“ کہہ کر بالکل ہی خاموش ہو گئے لیکن ”کیوں“ کا تو جواب دے دیں؟ کیوں تو اصل بات ہے۔

جناب سپیکر: دعا کریں کہ اللہ کرے کہ وہاں بھی میٹرو ٹرانزٹ بن جائے اور وہاں بھی چل جائے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وزیر صاحب تو کچھ بتائیں؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب اس بارے میں کیا بتائیں گے۔ بتائیں جی!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس میں محترمہ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ کیوں کا جواب آج تک کوئی دے سکا ہے؟ کیوں کا تو کوئی جواب ہی نہیں ہوتا تو اس میں جو محکمہ کی طرف سے انہوں نے کہا ہے کہ یہ منصوبہ ان کے زیر غور نہیں ہے۔ اب راولپنڈی کے بھی یہاں پر سارے ممبر صاحبان بیٹھے ہیں تو اس میں محکمہ کی طرف سے جو بات ہے وہ یہی کہی گئی ہے کہ جو میٹرو ٹرانزٹ ٹرین کا منصوبہ ہے وہ زیر غور اس لئے نہیں ہے کہ وہ وہاں پر قابل عمل نہیں سمجھتے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ سردست۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ سردست قابل عمل نہیں ہے۔ وہ دیکھیں گے، اس کی feasibility بنائیں گے اور دوسری کوئی کمپنیاں آئیں گی پھر اس کے بعد بات ہو گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری درخواست وزیر صاحب اور گورنمنٹ سے یہ ہے کہ غور کرنے پر تو پیسے نہیں لگتے، زیر غور لانے کی ہی کوئی یہاں پر commitment کر لیں۔۔

جناب سپیکر: غور کی بات نہیں ہے، ہم تو دعا کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! غور تو کر لیں، غور کرنے میں کیا حرج ہے اور "کیوں" پر بھی غور نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بی بی! ہم تو دعا کر رہے ہیں کہ خدا کرے کہ آپ کے راولپنڈی میں بھی بن جائے۔ ہم بھی دعا کرتے ہیں، آپ بھی دعا کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ کے پر اسرار اور پر زور مطالبہ پر ہم نے ابھی سے غور کرنا شروع کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ تشریف فرما نہیں؟۔۔۔ محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ!۔۔۔ جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: سوال نمبر 440۔

لاہور۔ روٹ نمبر 33 اور نمبر 77 کی بسوں کی کمی کا مسئلہ

440: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں چلنے والی فرنچائزڈ بس سروس روٹ نمبر 33 اور 77 کے مالک / مالکان کے نام کیا ہیں نیز ان کو کب فرنچائزڈ بس سروس کے حقوق حاصل ہوئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ روٹ نمبر 33 اور 77 میں مقررہ تعداد سے کم بسیں چلتی ہیں، مقرر کردہ تعداد اور جتنی بسیں اس وقت روڈ پر چلتی ہیں، انکی تعداد کی فہرست علیحدہ علیحدہ فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ بس سروس کا مکمل کرایہ نامہ اور ہر بس سٹاپ جو اس علاقے اور آبادیوں کو cover کرتا ہے کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) اگر بسوں کی تعداد کم ہے تو حکومت اس سلسلے میں مالکان کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سال 2003 میں مکس میٹرو کے ساتھ فرنچائزڈ اربن ٹرانسپورٹ دفعہ 69۔اے، موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 معاہدہ طے پایا گیا۔اس معاہدہ کی رو سے روٹ 33 پر بس سروس کا آغاز کیا گیا۔معزز ایوان کے علم میں یہ لانا ہے کہ اکتوبر 2004 میں عدالت عظمیٰ پاکستان نے فرنچائزڈ اربن ٹرانسپورٹ کی دفعہ کو آئین سے متصادم قرار دیا اور اس وقت کوئی بھی ٹرانسپورٹ کمپنی فرنچائزڈ ٹرانسپورٹ کے تحت نہیں چل رہی ہے جب کہ صوبائی موٹر وہیکلز (ترمیمی) آرڈیننس کی دفعہ 45۔اے کے مطابق چل رہی ہے۔مزید عرض ہے کہ اس وقت 77 نمبر نام کا کوئی روٹ نہ ہے۔

(ب) روٹ نمبر 33 پر مقررہ تعداد یعنی 30 بسیں چل رہی ہیں جب کہ روٹ نمبر 77 نام کا کوئی روٹ موجود نہ ہے۔

(ج) اربن ٹرانسپورٹ روٹوں پر شرح کرایہ اور روٹوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

EXISTING FARE STRUCTURE

Stages	Fare per Passenger (Rs.)
O to 4 k.m	10.00
4.1 to 8 k.m	10.00 (unchanged)
8.1 to 14 k.m	15.00
14.1 to 22 k.m	15.00 (unchanged)
22.1 & above	20.00

Route # 33 from Railway Station to Township via Railway Headquarters, Ambassador Hotel, Muslim League House, Governor House, Shadman, Shama, Ichhra, Wahdat Road, Campus Pull, Shah di Khoui, Jinnah Hospital, Faisal Town, Akbar Chowk, Mochipura, Township Market, Muhammad Ali Chowk, Al-Jannat Marriage Hall, Ghandhari Chowk.

(د) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ روٹ نمبر 33 پر مقررہ تعداد میں بسیں چل رہی ہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: یہ disposed of کیا جاتا ہے کہ وہ کہتی ہیں میں جواب سے مطمئن ہوں۔اگلا سوال جناب محمد محسن خان لغاری!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! Question No 543,answer taken as read.

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2003 سے آج تک ڈی جی خان کو ملنے والی زکوٰۃ کی تقسیم کی تفصیلات

*543: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2003 سے آج تک ضلع ڈیرہ غازی خان میں کتنی رقم زکوٰۃ کی مد میں موصول ہوئی، تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(ب) اس فنڈ سے کتنی رقم بطور زکوٰۃ غرباء میں تقسیم کی گئی اور کتنی رقم دفتری اخراجات، سرکاری ملازمین کی تنخواہوں، ٹی اے، ڈی اے، گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی؟

(ج) مذکورہ سالوں کے دوران اس ضلع میں زکوٰۃ کی کتنی رقم کی خورد بُرد کا انکشاف ہوا؟

(د) زکوٰۃ کی اس رقم کی خورد برد کے سلسلے میں جن سرکاری ملازمین کے خلاف محکمانہ قانونی کارروائی کی گئی ان ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ وغیرہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) سال 2003 سے 30۔جون 2008 تک ضلعی زکوٰۃ فنڈ ڈیرہ غازی خان میں مجموعی طور پر 350983668 روپے کی رقم بطور زکوٰۃ صوبائی زکوٰۃ فنڈ سے موصول ہوئی اس رقم کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	رقم (ملین روپوں میں)
2003-04	84941918
2004-05	90632142

2005-06	59530142
2006-07	59530142
2007-08	56349324

(ب) اس فنڈ سے غربا، عاملین زکوٰۃ کی تنخواہوں، ان کے ٹی۔اے/ڈی۔اے، گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول وغیرہ کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

"تقسیم زکوٰۃ کی تفصیل"

سال	مستحقین میں تقسیم شدہ رقم	تنخواہیں،ٹی اے/ ڈی اے	دفتری اخراجات	گاڑیوں کی مرمت	پٹرول
2003-04	79139484	1476000	69500	25000	25000
2004-05	85721459	1476000	69500	25000	25000
2005-06	58446242	1221440	48570	14285	31428
2006-07	58438248	1222836	48570	14285	31428
2007-08	46371975	1934797	15000	5000	15000

(ج) 2004-05 میں مقامی زکوٰۃ کمیٹی رکھ شوانی کے چیئرمین نے 60 ہزار روپے خورد برد کئے۔

(د) زکوٰۃ کی اس رقم کے خورد بُرد میں کوئی سرکاری ملازم ملوث نہ تھا تاہم چیئرمین مقامی زکوٰۃ کمیٹی رکھ شوانی سے تمام خورد بُرد رقم کی ریکوری کر کے اسے برطرف کر دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں جز (الف) کے اندر جو رقوم بتائی گئی ہیں وہ 2003-04 میں 84.941918 million ہے، 2004-05 میں million 90 ہے اور 2005-06 میں یہ کم ہو کر million 59 اور اسی طرح پھر 2006-07 میں بھی یہ تقریباً ایک تہائی رقم کم ہوئی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ رقم کم ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: لوگ امیر ہو گئے ہوں گے بھائی۔ جی، بتائیں!

وزیر مذہبی امور واوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ اس لئے کم ہوئی کہ زکوٰۃ کی کٹوتی بنکوں کی طرف سے کم کی گئی۔ بنکوں کی طرف سے جتنی زکوٰۃ کی کٹوتی ہو کر مرکزی زکوٰۃ کونسل کو جاتی ہے اس کے حساب سے پھر یہ تقسیم ہوتی ہے اور ہر سال کیونکہ اس کے مطابق تقسیم ہو تو پھر کم ہو گی۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں پہلے مرحلے کو تو آپ پورا کر لینے دیا کریں۔ ان کا سپلیمنٹری تو آنے دیں پھر آپ شروع ہو جائیں بھائی، بہتر یہی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وزیر صاحب سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو بات کی ہے بالکل اس میں وزن ہے لیکن کیا یہ ایک تہائی حد تک کٹوتی کم ہو گئی؟ یہ تقریباً two thirdاس رقم کا جو 2003-04 سے لے کر 2007-08 میں 67 فیصد تقریباً بنتا ہے کیا یہ صرف ڈیرہ غازی خان میں جو کٹوتی ہوتی ہے وہ اس میں تقسیم ہوتی ہے یا پورے صوبے میں جو کٹوتی ہے اس کی رقم تقسیم ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف صاحب!

وزیر مذہبی امور واوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ ایک مخصوص ضلع اور اس کے مقام کے مطابق نہیں ہوتی پورے پنجاب اور پاکستان میں سے ہوتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس رقم کی تقسیم کس بنیاد پر ہوتی ہے؟ پورے صوبے کے اندر جو کٹوتی ہوئی، ضلع ڈیرہ غازی خان کو اس کا کس حیثیت اور کس فارمولے کے تحت اس کا حصہ ملے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مذہبی امور واوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): آبادی کے لحاظ سے یہ کٹوتی ہوئی ہے، اگر لاہور ہے تو آبادی زیادہ ہے۔ ڈیرہ غازی خان کی آبادی کم ہے اس حساب سے یہ تقسیم ہے، اس حساب سے کٹوتی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے شاباش۔ جی،next (نعرہ ہائے تحسین)

جی، آپ کا ضمنی سوال ہے؟

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ عشر زکوٰۃ کا جو ایک طریق کار بنایا ہوا ہے کہ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں اور ہر دیہات، ہر شہر، ہر محلے، ہر وارڈ میں انہوں نے ایکlimit مقرر کی ہے کہ دس افراد سے زیادہ کسی عشر زکوٰۃ کمیٹی نے کسی بندے کو زکوٰۃ تقسیم نہیں کرنی چونکہ اب آبادی زیادہ ہو گئی ہے لہذا میری یہrequest ہے کہ اس کا طریق کار تبدیل کیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ وہrequest چھوڑیں۔ ضمنی سوال کریں اگر آپ کا ہے۔ یہ تو آپ کی تجویز ہے اور وہ ایک علیحدہ بات ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! ان کی تعداد کیوں نہیں بڑھائی جاتی کیونکہ اب توpopulation بڑھ گئی ہے اور public کےproblems بھی بڑھ گئے ہیں تو اس سلسلے میں وزیر موصوف سے میرا سوال ہے۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! کونسل نے چونکہ یہ قانون اسی طرح وضع کیا ہوا ہے۔ مزید اگر آپ کی خواہش ہے تو ہم آپ کے اس سوال کی روشنی میں آگے ان کو درخواست کریں گے کہ بڑھا دیں۔

جناب سپیکر: ان کی تجویز ہے سوال نہیں ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے ادھر ادھر دیکھیں، آپ سے بڑی ہیں، عمر میں بھی بڑی ہیں۔ میرے خیال میں پہلے ان کی بات سن لیں پھر آپ کی بات سنیں گے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! نہیں نہیں، بالکل آپ نے ٹھیک کہا ہے، بے شک ان ممبر کے برابر میرے اپنے بچے ہیں اور میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ موجودہ لوکل زکوٰۃ کمیٹیاں اپنی معینہ مدت پوری کر چکی ہیں، ان کو ختم کر دیا گیا ہے یا ابھی پچھلی ہی کام کر رہی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف صاحب!

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ 30۔ جون کو ختم ہو چکی ہیں اور آئندہ انشاء اللہ وہ process جاری ہے، کیٹیاں بنیں گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کیا ایسی کوئی تجویز زیر غور ہے کہ شادی اور بحالی کا جو فنڈ دیا جاتا تھا اس کو ختم کر کے صرف سارے کا سارا پیسا میڈیکل اور ایجوکیشن میں دے دیا جائے۔ کیا ایسی کوئی تجویز زیر غور ہے؟

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جی، کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) : جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا ضمنی سوال۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2002 سے 2008 تک عشر زکوٰۃ کے سلسلے میں جتنی رقم بہاولنگر میں گئی ہے اس میں سے اقلیتی لوگ جو ہیں ان کو آج تک ایک پیسا بھی نہیں ملا۔ یہ پیسا ان کے حوالے سے ضلع بہاولنگر کو جو ملا ہے۔ وہ پیسا کہاں گیا؟ میں اس کا جواب لینا چاہ رہی ہوں۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہم اقلیتی لوگوں کو نہیں دے سکتے کیونکہ اقلیتی لوگوں کے لئے زکوٰۃ ہوتی نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ ممبران بار بار میرے پاس آ رہے ہیں اور وہ جو لوگ ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ایک پیسا نہیں ملا تو جب آپ چیک کرتے ہیں تو پھر وہ پیسا کہاں گیا؟ اس کی تحقیقات کروائی جائیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، زکوٰۃ سے دیتے ہیں یا بیت المال سے دیتے ہیں؟

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ بیت المال کا کیس ہے، ان کا وہیں سے ہوگا۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں یہ زکوٰۃ سے متعلقہ نہیں ہے، بیت المال سے متعلقہ ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جس حوالے سے بھی ان کو پیسا ملتا ہے وہ پیسا ان کو نہیں ملا۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس کا آپ علیحدہ سے کوئی fresh question دے دیں پھر اس کا جواب ان سے لیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! fresh question دینے کی کیا بات ہے، یہ سارا کچھ بتانے کے بعد fresh question کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بات کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب محترمہ جو فرما رہی ہیں اس بات کا نوٹس لیں گے؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سپلیمنٹری سوال پہلے ادھر محرک کی طرف سے آگیا ہے۔ وہ بڑی دیر سوچتے رہے ہیں، اب ان کو یاد آگیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگلے جز سے جو جواب پڑھا گیا ہے، اگلے جز میں یہ جو ایک تفصیل دی گئی ہے اس میں پٹرول کے اوپر جو رقم رکھی گئی ہے 08-2007 میں یہ 15 ہزار روپے لکھی گئی ہے اور یہ تو تقریباً آج کل جو پٹرول کی قیمت ہے اس میں تو یہ دو سو لیٹر بھی نہیں ملے گا تو پورے سال کے لئے دو سو لیٹر ہو گا یہ جو اعداد فراہم کئے گئے ہیں کیا یہ صحیح ہیں یا یہ ویسے ہی اعداد و شمار دے دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں انہوں نے یہ ہدایات جاری کی ہیں کہ جتنی دیر یہ دو ہزار والا پٹرول چلے گا، اور اس کے بعد پھر سائیکل پر ہی سہی۔ (قہقہے)

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ابھی تو اسی میں گزارہ ہو گا اگر مزید ضرورت محسوس کی گئی تو پیسے بڑھائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس میں جو اعداد و شمار دیئے گئے ہیں کیا یہ درست ہیں؟

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جی، یہ درست ہیں۔ اگر غلط ہوئے تو پھر ان کی تحقیقات کروالیں گے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! یہ تو پچھلے سالوں کے اعداد و شمار پیش کئے جا رہے ہیں- جیسے ہماری حکومت نے لوگوں کی بحالی کے لئے ایک ایک ہزار روپے کے منی آرڈر بھیجے ہیں تو میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا محکمہ زکوٰۃ و عشر کوئی ایسا ارادہ رکھتا ہے کہ عید کے آنے سے پہلے پہلے زکوٰۃ فنڈ کی مد سے غرباء کو پیسے دیں گے؟

جناب سپیکر: میں سن نہیں سکا- آپ نے غرباء فرمایا ہے یا علما؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! غرباء جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں- میری بہن نے پہلے بھی سوال کیا ہے کہ آپ نے غیر مسلم کے لئے کیا کیا؟ اس میں مسئلہ یہ ہے کہ توخذ من اغنیاء وترد والیٰ فقراء یہ پیسا مسلمانوں سے لیا جاتا ہے اور مسلمانوں کے غرباء کو ہی تقسیم کیا جاتا ہے- لہذا میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت عید کے آنے سے پہلے پہلے ان غرباء تک یہ امداد پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ چھ سات مہینوں سے زکوٰۃ و عشر کی تقسیم بند ہو چکی ہے-

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! غریب لوگوں کو 500 روپیہ دیا جاتا ہے اور انشاء اللہ عید تک ان کو پہنچا دیا جائے گا-

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں-

جناب سپیکر: میرے خیال میں رہنے دیں- اس پر بہت ضمنی سوال ہو چکے ہیں-

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بہت اہم سوال ہے-

جناب سپیکر: جی، فرمائیے لیکن یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہے-

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بہت خوش ہوں اور آپ نے یہ الفاظ کہہ کر میرا بڑا مان رکھا ہے کہ جب پٹرول کی یہ دو سو لٹر کی limit ختم ہو گی تو سائیکل استعمال ہو گی- آپ اس پر رولنگ دے دیں اور ان سے یہ commitment لے لیں کہ---

جناب سپیکر: میں ایسی رولنگ نہیں دیتا-

جناب افتخار احمد خان بلوچ: ایہہ تساڈے والی سائیکل نہیں- ایہہ ہور سائیکل اے-

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں- جی، اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے-

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 443 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور و دیگر شہروں میں پبلک ٹرانسپورٹ کے بارے میں تحفظات

*443: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پبلک ٹرانسپورٹ کے مالکان کو اپنی گاڑیوں کا سالانہ یا ششماہی فٹنس سرٹیفکیٹ لینا ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہروں میں بس اور ویگنوں کو روٹ پرمٹ جاری کرتے وقت سڑکوں کی چوڑائی کو مدنظر رکھا جاتا ہے نیز لاہور میں چلنے والی بسوں کے نمبر اور ان کے مکمل روٹ سٹاپ کے لحاظ سے تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پبلک ٹرانسپورٹ میں استعمال ہونے والی بسوں، منی بسوں اور ویگنوں کو ایک خاص مدت کے بعد بطور پبلک ٹرانسپورٹ استعمال سے روک دیا جاتا ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کتنی مدت کے بعد روکا جاتا ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 کی دفعہ 35 کے تحت ہر ٹرانسپورٹ وہیکلز کے لئے ضروری ہے کہ وہ متعلقہ مجاز اتھارٹی سے موٹر وہیکلز رولز 1969 کے قاعدہ کے مطابق فٹنس سرٹیفکیٹ حاصل کرے جو کہ ششماہی بنیادوں پر جاری ہوتا ہے۔

(ب) پنجاب کے بڑے شہروں میں بسوں اور ویگنوں کے لئے متعلقہ ڈی آر ٹی ایز ٹریفک پولیس، ٹرانسپورٹ نمائندوں سے باہمی مشاورت کے بعد بسوں اور ویگنوں کے لئے الگ الگ روٹ مختص کئے گئے ہیں۔لاہور شہر میں چلنے والی اربن بس ٹرانسپورٹ کی مذکورہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دفعہ 45۔اے موٹر وہیکلز ترمیمی آرڈیننس کے تحت چلنے والی بسوں پر آٹھ سال ماڈل کی پابندی ہے لیکن اربن ٹرانسپورٹ کی موجودہ کیفیت کے پیش نظر حکومت پنجاب عوامی مفاد

میں 2 سال کی رعایت دینے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس کے لئے تمام قانونی پہلوؤں کا جائزہ لیا جارہاہے جبکہ منی بسوں اور ویگنوں کے لئے ماڈل کنڈیشن کی کوئی پابندی نہ ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز آرڈر۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں سوال کے جز (الف) کے ضمن میں سوال کرنا چاہتا ہوں انھوں نے فرمایا ہے کہ "گاڑیوں کو ششماہی فزیکل سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے۔" میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب گاڑیوں کو یہ سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے کیا اس وقت گاڑیوں کی فزیکل انسپکشن کی جاتی ہے یا صرف کاغذات پر یہ سرٹیفکیٹ جاری کر دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! فٹنس سرٹیفکیٹ سے مراد یہی ہے کہ گاڑی کو فزیکلی چیک کیا جائے اور دیکھا جائے۔ گاڑی کو روڈ پر چلنے کی فٹنس کے لئے یہ سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے۔ اس میں کاغذات چیک کرنے کا معاملہ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: کاغذات بھی چیک کرتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ فزیکلی بھی گاڑی کو چیک کرتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کے منہ شریف سے یہ بات سننا چاہتا تھا۔ میری بھی ایک چھوٹی سی کمپنی ہے جس میں سات گاڑیاں ہیں۔ پچھلے ڈیڑھ سال سے دو گاڑیوں کے انجن کھلے ہوئے ہیں اور باقی پانچ گاڑیاں ہیں۔ عملہ آج تک فزیکلی انسپکشن کے لئے نہیں گیا لیکن ساتوں گاڑیوں کے latest fitness certificate موجود ہیں تو میں ان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ پریکٹس۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنے آپ سے کوئی دشمنی چاہتے ہیں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں ان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور یہ صرف ایک مثال یہاں پر quote کی ہے۔ پورے پنجاب کے اندر یہ پریکٹس چل رہی ہے کہ گاڑیوں کی کوئی فزیکل انسپکشن نہیں کی جاتی۔ لہذا میں ان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرف ضرور توجہ فرمائیں کہ فزیکل سرٹیفکیٹ کا نام تو دیا گیا ہے لیکن فزیکل انسپکشن کی نہیں جاتی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم میاں نصیر صاحب کے منہ شریف سے جو بات نکلی ہے اگر میں اس پر عمل کروں تو جیسے کہتے ہیں کہ "الراشی والمرتشی کلاھما فی

النار" کہ رشوت دینے والا بھی اور لینے والا بھی دونوں جہنمی ہیں- جو لوگ غلط سرٹیفکیٹ دیتے ہیں وہ بھی کرپشن کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو لوگ اپنی گاڑی کو فزیکلی فٹ رکھے بغیر اس کا فٹنس سرٹیفکیٹ حاصل کرتے ہیں وہ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں- اگر آپ as custodian of the House اجازت دیں تو میں یہ complaint lodge کروا دیتا ہوں-

جناب سپیکر: نہیں نہیں- آپ کی مہربانی-

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے یہ مثال اس لئے quote کی تھی کہ میں ان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ برائی پورے پنجاب میں پھیلی ہوئی ہے-

جناب سپیکر: جی، آپ نے اچھا کیا ہے اور نشاندہی کی ہے کہ یہ غلط کام ہو رہا ہے اسے ٹھیک کیا جائے-

میاں نصیر احمد: جی، بالکل-

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں-

جناب سپیکر: نہیں- محرک خود بات کر رہے ہیں-

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ ٹرانسپورٹ میں استعمال ہونے والی بسوں اور ویگنوں کو ایک خاص مدت کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے؟" انھوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ "دس سال سے زیادہ پبلک ٹرانسپورٹ سڑکوں پر نہیں چل سکتی-" پوری دنیا میں پبلک ٹرانسپورٹ کا ایک اصول ہے کہ پانچ سال کا وقت دیا جاتا ہے اس کے بعد کوئی بھی پبلک ٹرانسپورٹ سڑکوں پر نہیں آ سکتی چونکہ اس کے بعد اس کے انجن کی حالت اور ماحول کی خرابی تیل کی consumption اور دوسرے معاملات کے حساب سے گاڑی پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے فٹ نہیں رہتی- پنجاب کی سڑکوں پر جو پبلک ٹرانسپورٹ چل رہی ہے اس میں ستر فی صد ایسی گاڑیاں ہیں جو دس سال سے زیادہ ٹائم گزار چکی ہیں بلکہ بیس تیس سال سے ہیں تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے جو دس سال کا ٹائم دیا ہے تو کیا جو گاڑیاں بیس یا پچیس پچیس سال سے سڑکوں پر چل رہی ہیں ان پر پابندی لگانے کا کوئی پروگرام ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے پہلے آٹھ سال کا عرصہ ہے- اب دو سال کا عرصہ بڑھانے کے لئے حکومت کے زیر غور ہے- بہر حال میاں نصیر احمد کی یہ تجویز بڑی وزنی ہے کہ جو گاڑی پانچ سال تک پبلک روٹوں پر استعمال ہو جائے اس کے بعد اسے ہٹا دینا چاہئے

لیکن ہمارے ہاں ٹرانسپورٹ کی availability کو مدنظر رکھتے ہوئے فی الحال یہ ممکن نہیں ہو پا رہا لیکن میاں نصیر احمد کی تجویز کو سامنے رکھتے ہوئے محکمے کو لکھیں گے کہ یہ عرصہ آٹھ سال ہی رہے اور پھر کوشش کی جائے کہ آٹھ سال سے بھی نیچے کی طرف آئے اور آگے نہ بڑھے۔

جناب سپیکر: آپ نے جو پہلے بات کی تھی اسے تو نہیں دہرائیں گے ناں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): وہ بار بار کہہ رہے تھے کہ یہ توجہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے توجہ دلانے کے لئے بات کی تھی۔ میں جز (ج) کے حوالے سے تھوڑی سی بات سمجھانا چاہ رہا ہوں کہ انھوں نے آٹھ سال بالکل ٹھیک کہا ہے۔ آپ پانچ سال کو ایک طرف رکھیں لیکن میں یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ سڑکوں پر تو بیس بیس سال پرانی گاڑیاں ہیں۔ آپ آٹھ سال ہی رکھیں لیکن جو بیس بیس اور پچیس پچیس سال پرانی گاڑیاں ہیں انھیں روکنے کا کوئی پروگرام ہے؟

جناب سپیکر: وہ تو ایسی ہیں۔

نہ انجن کی خوبی نہ کمال ڈرائیور
چلی جا رہی ہے خدا کے سہارے

(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ابھی وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ رشوت دینے اور لینے والے دونوں جہنمی ہیں تو میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ اگر گاڑیوں کی فزیکل فٹنس برقرار نہیں رہتی تو پھر انسانوں کی فزیکل فٹنس بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ دھواں چھوڑتی ہوئی گاڑیاں اسی طرح سڑکوں پر ہیں ان کے مطابق اگر ساری سزائیں اللہ میاں نے دینی ہیں۔۔۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ بہن بول رہی ہیں ان کی بات سنیں۔

محترمہ آمنہ الفت: وزیر قانون کے مطابق اگر تمام سزائیں اللہ میاں دیں گے تو پھر وزیر قانون صاحب کیا کریں گے؟

جناب سپیکر: سچی بات بتاؤں، مجھے خود ہی آپ کے سوال کی سمجھ نہیں آئی تو اب میں ان سے کیا جواب پوچھوں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

جناب سپیکر: بے شک۔

محترمہ آمنہ الفت: اس سلسلے میں گاڑیوں کی فزیکل فٹنس کو جو خطرہ ہے اس کی وجہ سے انسانی فزیکل فٹنس کو بھی خطرہ ہے۔ اگر یہ سزا اللہ میاں دیں گے تو پھر وزیر قانون کیا کریں گے؟

جناب سپیکر: ان کا قانون موجود ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب! پلیز بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے جو بات کی تھی اس کا مقصد یہ تھا کہ جب ایک اہلکار گاڑی کا ملاحظہ کئے بغیر فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے تو یقیناً وہ پیسے لے کر کرتا ہے اور جو آدمی کرواتا ہے وہ بھی پیسے دے کر کرواتا ہے جیسے محترم میاں صاحب نے کہا کہ انھوں نے سات گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ حاصل کئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ سچے آدمی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ مروجہ قانون کے تحت بھی جرم ہے۔ انٹی کرپشن ایکٹ میں یہ بڑی تفصیل سے درج ہے اور جو اہلکار اپنی ڈیوٹی صحیح طرح سے سرانجام نہیں دیتا تو اس ڈیپارٹمنٹ کے قوانین کے تحت بھی جرم ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب رہنے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ بہت ضروری سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انھوں نے جز (ج) میں ہی لکھا ہے کہ منی بسوں اور ویگنوں کے لئے ماڈل کنڈیشن کی کوئی پابندی نہ ہے۔ یہ جو انڈیا وغیرہ سے بسیں منگوا رہے تھے کیا یہ ان کے لئے space پیدا کرنے کے لئے کی ہے یا کیا وجہ ہے، کیوں یہ بسیں جو دھواں چھوڑتی ہیں یہ Ozone

layer depletion کرتی ہیں۔اس کی وجہ سے Cataract سے اندھا پن اور Melanomas and Carcinomas کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، green houses effect ہوتے ہیں اور global warming ہو رہی ہے۔یہ ایک national and international مسئلہ ہے۔یہ منی اور دوسری بسیں بہت زیادہ دھواں چھوڑتی ہیں۔ محکمہ کی طرف سے جواب آیا ہے کہ "منی بسوں اور ویگنوں کے لئے ماڈل کنڈیشن کی کوئی پابندی نہ ہے"۔یہ کس قسم کا جواب ہے؟یہ گاڑیاں اتنا دھواں چھوڑتی ہیں کہ کانوں کو ہاتھ لگ جاتے ہیں اور یہاں اتنی ڈھٹائی سے جواب دیا جارہاہے کہ "منی بسوں اور ویگنوں کے لئے ماڈل کنڈیشن کی کوئی پابندی نہ ہے"،کیا وجہ ہے،کیوں پابندی نہیں ہے،یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے کہ سب سے بڑا road مافیا منی بسیں اور ویگنیں ہیں تو پھر ان پر یہ پابندی کیوں نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!محترمہ کو اس میں تھوڑی سی confusion ہوئی ہے۔وہ شاید اس کو" ماڈل اینڈ کنڈیشن "پڑھ رہی ہیں۔وہ فرما رہی ہیں کہ گاڑیاں دھواں چھوڑتی ہیں یا ان کے انجن fit نہیں ہیں تو وہ دوسری چیز ہے۔یہ صرف ماڈل کی بات ہے۔ماڈل میں یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات جو re-condition گاڑیاں آتی ہیں ان کا ماڈل 2002 ہوتا ہے جبکہ وہ 2006 یا 2007 میں آ رہی ہوتی ہیں۔تو اس پر ماڈل کنڈیشن کی پابندی نہیں ہے،باقی آپ گاڑی کی حالت کے بارے میں،کنڈیشن کے بارے میں جو بات کر رہی ہیں اس میں بالکل کوئی رُو رعایت نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!ضمنی سوال۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:شکریہ۔جناب سپیکر!میرا معزز وزیر سے ضمنی سوال ہے کہ گاڑیوں کو ششماہی fitness certificate دیا جاتا ہے،جو لوگ یہ certificate دیتے ہیں ان کی mechanical engineering wise qualification کیا ہے،کیا لاہور میں،تمام ضلعی اور ڈویژنل ہیڈکوارٹرز میں اس طرح کی سہولتیں موجود ہیں کہ وہاں سے fitness certificate حاصل کیا جا سکے؟اگر یہ سہولتیں موجود نہیں ہیں اور honourable Minister یہ سمجھتے ہیں کہ:

The number of vehicles is much more and the persons who have been air marked to carry out the fitness, are not sufficient. Is the government planning to hand over this department to private sector?

جناب سپیکر: میں نے آپ کو فی الحال انگریزی میں بولنے کی اجازت نہیں دی اس لئے اردو میں بات کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جی، بہتر ہے میں اردو میں عرض کرتا ہوں۔ fitness certificates دینے کے لئے لاہور یا باقی ڈویژنل ہیڈکوارٹرز میں workshops کی تعداد کتنی ہے، وہ اہلکاران جو اس کام کے لئے تعینات کئے گئے ہیں ان کی Engineering qualification کیا ہے، اگر اس حکومت کے پاس technically qualified لوگوں کی تعداد کم ہے تو کیا اس شعبے کو پرائیویٹ سیکٹر میں دینے کا ارادہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے اپنے ضمنی سوال میں تین مختلف باتیں پوچھی ہیں۔ جہاں تک qualification کا تعلق ہے تو وہ لوگ جن کو اس کام پر رکھا جاتا ہے Auto Diploma holders ہوتے ہیں۔ جہاں تک تعداد کا تعلق ہے تو یہ بالکل درست ہے کہ جتنی اس وقت ملک میں ٹرانسپورٹ ہے اس کے حساب سے ان کی تعداد sufficient نہیں ہے۔ انھوں نے آخری بات یہ پوچھی ہے کہ کیا حکومت اس وقت کوئی ایسی منصوبہ بندی کر رہی ہے کہ اس تعداد کو بڑھایا جائے تو فی الحال اس قسم کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ہراج صاحب! آپ اسی بارے میں ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد یار ہراج: جی، ہاں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب والا! موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 کی دفعہ 35 کے تحت fitness certificate جاری کیا جاتا ہے اور اس حوالے سے define criteria کیا گیا ہے۔ پچھلے چالیس سالوں میں گاڑیوں کی ٹیکنالوجی، ان کے فیول کی ٹیکنالوجی بہت تبدیل ہو گئی ہے۔ یہ جو دھواں نکلتا ہے اور emission کے کنٹرول کی جو thresholds ہیں وہ پوری دنیا میں revise ہوئی ہیں۔ خاص

طور پر امریکہ اور یورپ نے پچھلے پانچ سالوں میں ان کی emission کو revise کیا ہے کہ ان کی thresholds کیا ہونی چاہئے، کتنے level کی کتنی gases ہوں تو وہ environment پر کس قسم کا impact کرتی ہیں۔ ظاہر سی بات ہے کہ ہر پانچ، دس سال بعد سائنس ترقی کر جاتی ہے۔ نئی چیزیں آ جاتی ہیں۔ دوسرا ہمارے ہاں اب CNG گاڑیوں کی بہت فراوانی ہو گئی ہے تو ان کی emission کے لئے بھی کوئی نئے criterias بنانے بہت ضروری ہیں۔ میں وزیر ٹرانسپورٹ سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس دفعہ 35 میں کوئی تبدیلیاں کرنے کا ارادہ ہے، کیا ان 40/35 سال پرانے قوانین کو موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق بنانے کا کوئی ارادہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! Physical fitness certificate issue کرنے کے حوالے سے جو لوگ تعینات ہوتے ہیں انھوں نے Auto میں تین سالہ ڈپلومہ کیا ہوتا ہے اور time to time ان کی qualification improve کرنے کے لئے T.E.V.T.A کے تحت کورسز کروائے جاتے ہیں۔ باقی مروجہ قوانین میں ترمیم کرنے یا ان کو improve کرنے کی بہت گنجائش ہے لیکن سر دست کوئی bill under process نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! سوال نمبر 570، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔144 لاہور میں زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*570: جناب وسیم قادر: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔144 میں زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ہر یونین کونسل میں کمیٹیوں کے چیئرمین اور ممبران کی تعداد کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان یونین کونسلز کی کمیٹیوں کو کتنا زکوٰۃ فنڈ دیا گیا ہر یونین کونسل کو زکوٰۃ فنڈ دینے کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ زکوٰۃ کمیٹی کے ممبران نے اپنے عزیزوں کو زکوٰۃ فنڈ دیا جبکہ زکوٰۃ کے حق دار لوگوں کو زکوٰۃ نہ دی گئی؟

(ہ) کیا حکومت پی پی۔144 کے ان زکوٰۃ ممبران /Chairmen کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، جنھوں نے میرٹ سے ہٹ کے زکوٰۃ تقسیم کی، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) پی پی۔144 میں زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد 64 ہے۔

(ب) مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی مدت 30۔ جون 2008 کو ختم ہو چکی ہے تاہم ان کمیٹیوں کے مطابق چیئرمین اور ممبران کی یونین کونسل وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان یونین کونسلز میں واقع مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو مالی سال 08-2007 کے دوران مجموعی طور پر 61 لاکھ 30 ہزار روپے ضلع زکوٰۃ فنڈ لاہور سے جاری کئے گئے۔یونین کونسل وار اور کمیٹی وار فنڈز کے اجرائی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ الزام درست نہ ہے کہ حلقہ پی پی۔144 کی زکوٰۃ کمیٹیوں نے فنڈز اپنے عزیز و اقارب میں تقسیم کئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام مستحقین کو زکوٰۃ فنڈز سے مالی امداد قواعد و ضوابط کے مطابق جاری کی گئی ہے۔

(ہ) میرٹ سے ہٹ کر تقسیم زکوٰۃ کے حوالے سے کوئی شکایت محکمہ کو موصول نہیں ہوئی، تاہم اگر ایسی کوئی شکایت موصول ہوئی ہے تو محکمہ قواعد کے تحت فوری کارروائی عمل میں لائے گا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ پی پی۔144 میں زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد 64 ہے جبکہ میری معلومات کے مطابق یہ 73 ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جز (الف) کا جواب غلط دیا گیا ہے اور اسی طرح جز (ب) اور (ج) کا جواب بھی غلط دیا گیا ہے۔ کیا وزیر صاحب اس کی وضاحت فرمائیں گے کہ ایسا کیوں ہے؟

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): میں سمجھتا ہوں کہ جواب غلط نہیں ہے اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ غلط ہے تو پھر میں اس کی انکوائری کروا لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: وسیم قادر صاحب! آپ کتنی تعداد بتا رہے ہیں؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں 73 بتا رہا ہوں۔ جواب میں یو سی۔ 18، یو سی۔32، یو سی۔33 اور یو سی۔34 کی تفصیل دی گئی ہے لیکن یو سی۔35 غائب ہے۔ اس میں تقریباً میری 9 زکوٰۃ کمیٹیاں بنتی ہیں تو یہ تفصیل بالکل غلط بتائی گئی ہے۔ ایک یونین کونسل کی تفصیل اس میں نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر: جو تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے اس کو آپ نے پڑھ لیا ہے؟

جناب وسیم قادر: جی، ہاں۔ میں نے اسے پڑھا ہے اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ انھوں نے سارا جواب غلط دیا ہے۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): اگر ایسا ہے تو اس کی انکوائری کروائی جائے گی۔

جناب سپیکر: اگر واقعی محکمہ کی طرف سے غلط جواب آیا ہے تو اس معاملے کو دیکھا جائے۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب ذوالفقار علی: میرا وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ زکوٰۃ فنڈز سے غریب لوگوں کے علاج کے لئے اس سال کتنی رقم رکھی گئی ہے اور اس کا طریق کار کیا ہے؟ پہلے یہ طریق کار بہت مشکل تھا، اس کو آسان کیا جائے۔ غریب لوگ ہی زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں یا تجویز دے رہے ہیں؟

جناب ذوالفقار علی: میں ضمنی سوال پوچھ رہا ہوں کہ اس سال زکوٰۃ فنڈز میں غریب لوگوں کے علاج کے لئے کتنی رقم رکھی گئی ہے؟

وزیر مذہبی امور واوقاف، زکوٰۃ وعشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس کے لئے یہ نیا سوال دے دیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! معزز ممبر وسیم قادر صاحب نے کہا ہے کہ ان کے سوال کا غلط جواب دیا گیا ہے۔ آپ نے وزیر صاحب کو اس بارے میں کیا حکم صادر فرمایا ہے؟ اگر واقعی جواب غلط دیا گیا ہے۔ جواب میں زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد 64 ہے جبکہ معزز ممبر فرما رہے ہیں کہ یہ تعداد 73 ہے۔ اگر یہ جواب غلط دیا گیا ہے تو پھر پورے ہاؤس کو mislead کیا گیا ہے اس بارے میں آپ کوئی حکم صادر فرمائیں اور وزیر موصوف بھی بتائیں کہ وہ کیا action لیں گے؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب پہلے اس بارے میں انکوائری کر کے ہاؤس کو ساری تفصیل بتائیں گے پھر اس کے بعد action لیا جائے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! وسیم قادر صاحب نے جز (ب) میں پوچھا ہے کہ کیا حکومت گداگری کی لعنت ختم کرنے اور پیشہ ور بھکاریوں کے لئے ایسے ادارے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو کہ زکوٰۃ فنڈز سے قائم ہوں۔ اس کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ یہ کسی اور محکمہ سے متعلقہ ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ زکوٰۃ کی رقم پہلے ہی بہت کم ہے۔ یہ ایک بیوہ یا زکوٰۃ لینے والے کے لئے ناکافی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب آپ زکوٰۃ دیتے ہیں تو اس کا ایک proper طریق کار ہونا چاہئے۔ اگر آپ ایک سال کی زکوٰۃ اکٹھی دے دیں تو اس سے وہ آدمی بہتر طریقے سے گزارہ کر سکتا ہے۔ زکوٰۃ کی رقم بہت ناکافی رکھی گئی ہے۔ اس بارے میں حکومت کو سوچنا چاہئے۔ جو لوگ بھکاری ہیں وہ زکوٰۃ کے حق دار نہیں بلکہ اصل زکوٰۃ کے حق دار وہ سفید پوش لوگ ہیں جو اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور کسی سے مانگتے بھی نہیں، ان کے بارے میں غور کیا جائے۔ زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین بھی ایسے لوگوں کو جانتے ہیں۔ اگر ان کو ایک سال کی اکٹھی رقم دے دی جائے تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! محترمہ تجویز دے رہی ہیں۔

وزیر مذہبی امور واوقاف، زکوٰۃ وعشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! ہم تجاویز پر غور کر رہے ہیں، ان کی تجویز پر بھی غور کر لیا جائے گا۔ اگلا سوال بھی اسی ضمن میں ہے تو پھر اس کا جواب بھی آجائے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ خود ہی فرمائیں کہ اگر ایک سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے تو رولز کے مطابق اس سے پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی طرف سے جو حکم فرمایا ہے اس پر وزیر موصوف نے کوئی یقین دہانی نہیں کروائی۔ وزیر موصوف یہ بھی بتا دیں کہ وہ کب تک اس کی تحقیق کروا کر House میں جواب دے دیں گے؟

جناب سپیکر: یہ تحقیق کروا کر House کو بتائیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: نہیں، جناب والا! یہ دن بتا دیں کہ کب تک تحقیق کروا کر House کو بتا دیں گے۔ پرسوں Monday کو اگر اجلاس ہے تو پرسوں تک بتا دیں۔

جناب سپیکر: چلیں Monday کو اگر House ہے تو آپ inform کر دیں۔ اب یہ آپ پر پابندی ہے۔

وزیر مذہبی امور واوقاف، زکوٰۃ وعشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے یہ بتایا ہے کہ 29۔ جون کو لوکل زکوٰۃ کمیٹیاں ختم کر دی گئی ہیں۔ یہ کمیٹیاں دوبارہ کب بنائی جائیں گی اور اس کے لئے کیا طریق کار وضع کیا گیا ہے اور اس چیز کو کیسے یقینی بنایا جائے گا کہ معززین اور شرفاء ان کمیٹیوں کے ممبر اور چیئرمین ہوں کیونکہ سابقہ ادوار کی ایسی بے تحاشہ شکایتیں ہیں، لوکل زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمینوں پر الزامات ہیں کہ انہوں نے اس میں گڑبڑ کی ہے اور دھوکا سے پیسا زکوٰۃ کے مستحقین کو دینے کی بجائے اپنی جیبوں میں ڈالا ہے۔ اس بات کو کیسے یقینی بنایا جائے گا کہ آئندہ جو چیئرمین اور ممبران ہوں وہ ان غلط کاریوں میں ملوث نہ ہوں اور اسی کے ساتھ

related میرا ایک اور question ہے کہ زکوٰۃ کمیٹیوں میں ادارے کی طرف سے جو کلرک تعینات کئے جاتے ہیں ان کلرکوں کی تنخواہ واقعی تین ہزار روپے مہینہ ہے اور کیا تین ہزار روپے مہینہ میں اپنا کام ایمانداری سے سرانجام دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر زکوٰۃ!

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ایک تو ان کی آواز اتنی کمزور ہے اور ضمنی سوال اتنا لمبا ہے کہ انہوں نے تین چار سوال اکٹھے کر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آواز تو ان کی ماشاءاللہ بھرپور ہے، ایسا نہ کہیں۔ آپ نہ سمجھ سکے ہوں تو اور بات ہے۔ آپ کو ان کی بات غور سے سننی چاہئے تھی۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! میں ان کی بات بڑے غور سے سن رہا تھا اور میں جو سمجھ سکا ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے دور میں اگر کوئی غلط کام ہوئے ہوں تو اور بات ہے اور وہ سب الم نشرح ہے۔ ہم جو کمیٹیاں تشکیل دے رہے ہیں اس میں انشاءاللہ نیک اور صالح لوگ شامل ہوں گے۔ جن کے متعلق اس قسم کی شکایات نہیں ہوں گی۔ اس کے علاوہ جو انہوں نے کلرک کے متعلق سوال کیا ہے وہ آگے اسی قسم کا ایک اور سوال آ رہا ہے میں ان کو اس کی تفصیل بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ جو نئی زکوٰۃ کمیٹیاں بنائی جا رہی ہیں اس کے لئے کیا طریق کار وضع کیا گیا ہے جس میں شرفاء لوگ شامل ہوں؟

جناب سپیکر: وہ آپ سے یہ پوچھ رہی ہیں کہ آپ کب تک یہ کمیٹیاں بنانا چاہتے ہیں اور دوسری بات وہ یہ پوچھ رہی ہیں کہ پہلے دور میں جو شکایات آئی تھیں اب تو نہیں آئیں گی۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! وہ شکایات ان کے دور میں تھیں اور انہوں نے اس وقت دیکھنا تھا اور اب ہم جو طریق کار وضع کر رہے ہیں اس کے مطابق اب شکایات نہیں آئیں گی۔

جناب سپیکر: راؤ کاشف رحیم خان!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب والا! وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ زکوٰۃ کمیٹیوں کے پہلے الیکشن ہوتے تھے اب اس دفعہ کیوں نہیں ہو رہے؟

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب والا! میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ الیکشن کی بجائے selection کیوں ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زکوٰۃ!

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! انہیں، کس نے بتایا ہے کہ selection ہو رہی ہے؟ انشاء اللہ ضابطہ کار اور طریق کار کے مطابق الیکشن ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں وزیر موصوف کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جو جو کمیٹیاں بنتی ہیں اور ان کا طریق کار ہے اس کے مطابق دیہاتوں میں دونوں پارٹیاں مسجد میں بیٹھ کر فیصلہ کرتی ہیں۔ اس میں قواعد و ضوابط کی بہت زیادہ خلاف ورزی کی جاتی ہے۔ پھر وہاں پر district wise writs چل پڑتی ہیں اور مجھے یہ بھی حیرت ہے کہ وہ پنجاب کے صوبائی محکمے تک نہیں پہنچتیں۔ اگر اب بھی وہی طریق کار ہے جو پچھلے دور میں تھا تو وہ طریق کار صاف اور شفاف نہیں ہے۔ باہر سے decide کر کے مسجد کے اندر چلے جاتے ہیں اور وہاں بیٹھ کر یہ کہتے ہیں کہ یہ ممبران کے ہو گئے، یہ ہمارے ہو گئے۔ اس طرح الیکشن ہو جاتے ہیں اور کمیٹیاں بن جاتی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ طریق کار غلط ہے۔ اگر یہ اس طریق کار کو درست نہیں کریں گے اور اسی طریقے سے کمیٹیاں بنائیں گے تو معاملات الجھے رہیں گے اور شکایتیں بھی آتی رہیں گی۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو floor اس لئے دیا تھا کہ آپ ضمنی سوال کریں گی یہ آپ کی تجاویز آ رہی ہیں۔ اس کو آپ علیحدہ take up کریں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب والا! یہ تجویز نہیں ہے۔ میں نے ان سے پوچھا ہے کہ کیا جو پچھلا طریق کار تھا ابھی تک وہی ہے یا کمیٹیاں بنانے کے لئے طریق کار میں کوئی تبدیل ہوئی ہے۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! طریق کار تو وہی رہے گا کیونکہ فیڈرل کونسل نے یہ قانون وضع کیا ہے اور اس قانون کے مطابق ہی ہم کام کریں گے اس کے علاوہ کچھ نہیں کریں گے لیکن پچھلے دور میں جو دھاندلیاں ہوئی ہیں اور جو شکایات تھیں اب انشاءاللہ ایسا نہیں ہوگا۔ ہم کوشش کریں گے کہ اچھے نیک اور صالح لوگوں کو ان کمیٹیوں میں شامل کریں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ اگر وہی طریق کار ہے تو وہ طریق کار زکوٰۃ اور عشر کمیٹیوں کے چیئرمین گاؤں کے غریب لوگوں کو زکوٰۃ تقسیم کریں تو اسلامی شعائر دستور اور even جو ہمارے اخلاقی قوانین ہیں ان کے مطابق ہو۔

ڈاکٹر مسرت حسن: جناب والا! یہ جو سوال کیا گیا ہے اس میں ایک اچھی تجویز دی گئی ہے کہ لوگوں کو اس طرح سے زکوٰۃ دی جائے کہ ان کو روزگار فراہم کیا جائے۔ میں یہ تجویز دینا چاہتی ہوں کہ بجائے روزگار دینے کے کوئی اس طرح کی صلاحیت دی جائے یا سکھائی جائے کہ یہ جو زکوٰۃ کا پیسا ہے ٹریننگ کے لئے استعمال ہوتا کہ ان کی صلاحیتوں میں اضافہ ہو اور وہ باعزت زندگی گزار سکیں۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! Vocational institutes قائم ہیں اور وہاں ہم مستحق طلباء کو زکوٰۃ سے وظیفہ دیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اپنی بات کا اب جواب سن لیجئے۔ آپ تو باتوں میں مصروف ہو گئی ہیں۔ انہوں نے تو جواب بھی دے دیا ہے۔

ڈاکٹر مسرت حسن: جناب والا! میں نے ان کا جواب سن لیا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! ابھی محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کے ضمنی سوال پر وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم وہی پرانا طریق کار اپنائیں گے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ سابقہ حکومت کی تمام پالیسیوں پر وہی پرانا طریق کار اپنائیں گے یا اس میں کوئی تبدیلی کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر زکوٰۃ!

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! اس کے چناؤ میں ہم بہتری لا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ قانون 1980 سے بنا ہوا ہے اس میں ہم تبدیلی

نہیں لا سکتے کیونکہ وہ فیڈرل لاء ہے۔ اگر یہ اس میں بہتری چاہتے ہیں تو مرکزی حکومت کو قانون میں تبدیلی کی بھی سفارش کریں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب والا! وزیر موصوف نے ابھی فرمایا ہے کہ ان کمیٹیوں کے جو چیئرمین ہوں گے وہ اچھے اور نیک لوگ ہوں گے۔ میں اس میں ایک clarification چاہوں گا کہ کیا یہ confirm کر رہے ہیں کہ ان کا الیکشن نہیں ہوگا اور یہ ایک appointment ہوگی on the basis of their character. اور اگر ایسا ہوگا تو کیا character کے سلسلے میں political affiliation بھی ضروری ہوگی جو کہ character کو define کرتی ہے اس لئے یہ نیک لوگوں کا criteria بتادیں؟

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): اس کا criteria یہ ہوگا کہ جب ایک آدمی مسجد میں بیٹھ جائے گا تو بہتر آدمی select ہوگا۔ ان کے دور میں تو nominations آتی تھیں۔ ہم تو الیکشن کروائیں گے اور الیکشن میں یہ بات بھی clear ہو جائے گی کہ نیک لوگ ہی آگے آئیں گے۔

چودھری ندیم خادم: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنے ضمنی سوال ہو سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: مجھے جناب پرویز رفیق کی بات سن لینے دیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! زیر بحث سوال کے جواب کے جز (ہ) میں لکھا ہوا ہے کہ "میرٹ سے ہٹ کر تقسیم زکوٰۃ کے حوالے سے کوئی شکایت محکمہ کو موصول نہ ہوئی تاہم اگر ایسی کوئی شکایت موصول ہوئی تو محکمہ قواعد کے تحت کارروائی عمل میں لائے گا۔" میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ زکوٰۃ کا فنڈ non-Muslims کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ اگر ہو سکتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے اس سوال کا جواب پہلے وہ دے چکے ہیں۔ بار بار تو اس سوال پر جواب دینا مناسب نہیں ہے۔

جناب پرویز رفیق: مجھے جواب نہیں آیا، جناب!

جناب سپیکر: آپ بعد میں آئے ہوں گے تو یہ ذمہ داری ہاؤس کی تو نہیں ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! جن ہماری بہن نے ایک سوال کیا کہ زکوٰۃ کے فنڈ سے روزگار دیا جائے تو انہوں نے اس کا جواب دیا کہ ہم ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس میں لوگوں کو

دے رہے ہیں جہاں ان کی تربیت ہوتی ہے تو میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ وہاں non-muslims کے بچوں کا admission نہیں ہوتا۔ اس کے بارے میں مجھے بتائیں گے کہ ان کا admission کیوں نہیں ہوتا؟ admission

وزیر مذہبی امور واوقاف، زکوٰۃ وعشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ان کا admission تو ہو سکتا ہے لیکن زکوٰۃ فنڈ سے انہیں امداد نہیں دی جا سکتی۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ admission تو ہو جاتا ہے لیکن ان کے لئے فنڈز کا بندوبست نہیں ہے تو میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس میں non-muslims کے بچوں کے داخلے کے لئے فنڈ کہاں سے مہیا کیا جائے کیونکہ وہ گورنمنٹ آف پنجاب کی پالیسی میں شامل ہے۔

وزیر مذہبی امور واوقاف، زکوٰۃ وعشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ان کی بیت المال سے امداد کی جا سکتی ہے، زکوٰۃ فنڈ سے نہیں۔

جناب سپیکر: آگے ہیں، راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ)! سوال نمبر 457۔

جناب محمد یار ہراج: On his behalf Question No. 457 (معزز رکن نے راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کی ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

راولپنڈی میں عوام کو ٹرانسپورٹ کی سہولیات دینے کا مسئلہ

*457: **راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ)**: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) موجودہ صوبائی حکومت اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ راولپنڈی، راولپنڈی میں عوام کو ٹرانسپورٹ کی زیادہ سے زیادہ سہولیات پہنچانے کے ضمن میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) کیا راولپنڈی میں سی۔این۔جی پبلک ٹرانسپورٹ بسیں چلانے کا ارادہ ہے، اگر ہاں تو کب اور کس کس روٹ پر؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ حکومت پنجاب ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ نے راولپنڈی، اسلام آباد میں لوگوں کو بہتر سفری سہولیات مہیا کرنے کے سلسلہ میں 11 روٹ منظور کئے ہیں جن پر ڈیزل / سی این جی بسیں چلانے کے احکامات جاری ہوئے ہیں۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ / DRTA نے زیر احکامات حکومت پنجاب اخبار میں مشتہر کیا اور خواہشمند ٹرانسپورٹروں سے درخواستیں طلب کیں۔ صرف 3 کمپنیوں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا لیکن ایک کمپنی نے بعد میں پیروی نہ کی۔ تاہم 2 کمپنیوں کی درخواستوں پر غور کیا گیا۔ صرف ایک کمپنی میسرز زواران ٹورز معیار پر پوری اتری اور اس کو پانچ روٹ الاٹ کئے گئے ہیں جن پر بسیں چلائی جائیں گی۔ ان پانچ روٹوں میں سے ایک روٹ راولپنڈی، ٹیکسلا پر بسوں کا آغاز ہو چکا ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ مندرجہ بالا تمام روٹوں پر سی این جی بسوں کے مالکان کو ترجیح دی گئی تھی لیکن کوئی بھی خواہشمند ٹرانسپورٹر سامنے نہ آیا تاہم ایک روٹ (گرین Echo) راجہ بازار تاروات سی این جی / ایئر کنڈیشنڈ بسوں کو جاری کیا گیا ہے جس پر بسیں چل رہی ہیں۔ باقی ماندہ 5 روٹوں پر بھی دوبارہ اشتہار کے ذریعے CNG اور Non CNG بسوں کو چلانے کے خواہشمند ٹرانسپورٹروں سے درخواستیں طلب کی جا رہی ہیں اور سی این جی بسوں کو چلانے کے خواہشمند ٹرانسپورٹروں کو ترجیح دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں اس پر یہ ضمنی سوال کروں گا کہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ 5 کمپنیوں نے apply کیا، ان میں سے کچھ آئی نہیں اور کچھ criteria پر پورا نہیں اتریں اور آخر میں صرف ایک کمپنی واران ٹورز رہ گئی تھی۔ اس میں، میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ الاٹ کرنے کے criteria کے مطابق تو یہ نہیں ہے اگر جرنل گل حمید خان کے ساتھ اس کے owner کی کوئی relationship ہو اور کیا اس کو criteria کے طور پر استعمال کیا گیا ہے؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میرا سوال 570 تھا، اس کے بعد 445 کی باری تھی لیکن آپ 457 پر چلے گئے ہیں۔ اس کو دیکھ لیں ذرا۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 445 میاں نصیر احمد کا ہے، یہ رہ گیا ہے۔ ہراج صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ پہلے میاں نصیر احمد صاحب کا سوال لیتے ہیں، بعد میں اگر یہ سوال آئے گا تو پھر اس پر ضمنی سوال کر لینا۔ جی، میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 445 ہے۔

صوبہ پنجاب میں مختلف روٹس پر چلنے والی فرنچائزڈ بس سروس کے بارے میں معلومات

*445: میاں نصیر احمد: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں عوام کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اربن ٹرانسپورٹ کے سلسلے میں مختلف روٹس پر فرنچائزڈ بس سروس شروع کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں بھی فرنچائزڈ بس سروسز شروع کی گئی ہیں، لاہور میں چلنے والی تمام فرنچائزڈ بس سروسز کے روٹس کی تعداد اور ان کے مالکان کے نام کی تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن روٹس پر فرنچائزڈ بس سروس موجود ہے، وہاں کوئی دوسری پبلک ٹرانسپورٹ نہیں چل سکتی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہر فرنچائزڈ بس سروس کے روٹ کے لئے بسوں کی تعداد بھی مقرر کی جاتی ہے، اگر ہاں تو کیا لاہور میں ہر روٹ پر بسوں کی تعداد پوری ہے، اگر نہیں تو اس سلسلے میں حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے 1998 میں فرنچائزڈ اربن ٹرانسپورٹ کے تحت منظم بس سروس کا آغاز لاہور شہر سے کیا تھا تاکہ مسافروں کو سفر کی معیاری اور آرام دہ سہولتیں میسر آ سکیں۔ اس پالیسی کے تحت لاہور، گوجرانوالہ، راولپنڈی، فیصل آباد اور ملتان میں فرنچائزڈ ٹرانسپورٹ کے تحت مختلف ٹرانسپورٹ کمپنیوں نے بہت سے روٹوں پر بس سروس کا آغاز کیا تھا۔ یہ سکیم 2004 تک باقاعدگی سے چلتی رہی جبکہ اکتوبر 2004

میں عدالت عظمیٰ پاکستان نے فرنچائزڈ ٹرانسپورٹ کی شق 69- اے موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 کو آئین پاکستان سے متصادم قرار دیتے ہوئے ختم کر دیا۔
عدالت عظمیٰ کے فیصلہ کی روشنی میں حکومت پنجاب نے دفعہ 45-اے موٹر وہیکلز (ترمیمی) آرڈیننس 1965 کو بذریعہ صوبائی اسمبلی متعارف کروایا اور اسی دفعہ 45-اے کے تحت اختیارات بروئے کار لاتے ہوئے حکومت پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ نے پروفیشنل ٹیم کے ذریعہ پنجاب کے بڑے شہروں میں اربن روٹوں پر دوبارہ سروے کروایا یہ سروے ضلعی حکومتوں، ٹریفک پولیس اور اربن بس / ویگن آپریٹرز کی مشاورت سے مکمل کیا گیا۔ محکمہ نے اس سروے رپورٹ پر متعلقہ ضلعی حکومتوں/DRTAs کی سفارشات کی روشنی میں دفعہ 45-اے کے تحت بسوں اور منی بسوں / ویگنوں کے لئے الگ الگ روٹس مختص کر دیئے اور پنجاب کے پانچ بڑے شہروں یعنی لاہور، گوجرانوالہ، راولپنڈی، فیصل آباد اور ملتان کے اربن روٹوں کے تفصیلی نوٹیفکیشن جاری کئے۔ جس میں ہر روٹ پر بسوں کی تعداد بھی مختص کی گئی تھی۔ بعد ازاں ان نوٹیفکیشنوں میں مقرر کردہ طریق کار کے مطابق کامیاب ٹرانسپورٹرز کو روٹ پرمٹ جاری کئے گئے۔ یہ بسیں آج بھی کامیابی سے چل رہی ہیں۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ فرنچائزڈ اربن ٹرانسپورٹ کی شق نمبری 69-اے موٹر وہیکل آرڈر 1965 کو عدالت عظمیٰ نے آئین پاکستان سے متصادم قرار دیتے ہوئے ختم کر دیا۔ اس وقت ٹرانسپورٹ کمپنیاں لاہور شہر میں دفعہ 45-اے موٹر وہیکلز (ترمیمی) آرڈیننس 1965 کے مروجہ طریق کار کے مطابق اپنی بسیں چلا رہی ہیں۔

(ج) جی ہاں! چونکہ اربن روٹس بسوں کے لئے مختص ہیں وہاں صرف اربن بسیں ہی چل سکتی ہیں۔

(د) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ بسوں کے جن روٹوں کا نوٹیفکیشن کیا گیا ہے اس میں ہر روٹ کی تفصیل مع بسوں کی مقرر کردہ تعداد شامل ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ فی الوقت چند روٹوں پر بسوں کی تعداد مقرر کردہ شرح سے کم ہے۔ جس کے لئے حکومت پنجاب نے متعلقہ ٹرانسپورٹ کمپنیوں کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ وہ ان روٹوں پر بسوں

کی مطلوبہ تعداد کو پورا کریں-اس سلسلہ میں حکومت پنجاب مختلف لائحہ عمل طے کر رہی ہے تاکہ اربن بس سروس کو از سر نو منظم کیا جا سکے چنانچہ خالی روٹوں پر ٹرانسپورٹروں سے بذریعہ اخبار اشتہار درخواستیں بھی طلب کی گئی ہیں-امید ہے کہ مستقبل قریب میں اربن ٹرانسپورٹ سسٹم مضبوط بنیادوں پر استوار ہوگا اور اس شعبہ میں مزید بہتری آئے گی-

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے سوال یہ کیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں عوام کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اربن ٹرانسپورٹ کے سلسلے میں مختلف روٹوں پر فرنچائزڈ بسوں کی سروس شروع کی گئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب یہ لاہور یا اربن ایریا میں بسوں کو روٹوں کی اجازت دیتے ہیں تو کیا جس سڑک پر بس کو اجازت دی جاتی ہے تو اس سڑک کی چوڑائی کو مدنظر رکھا جاتا ہے کیونکہ practice normally یہ سامنے آئی ہے کہ 40/30 فٹ سڑک کی چوڑائی ہوتی ہے اور وہاں پر آپ نے بڑی فرنچائزڈ بسوں کو اجازت دی ہے جس کی وجہ سے روز وہاں پر کوئی نہ کوئی accidants ہوتے ہیں تو آپ جب انہیں اجازت دیتے ہیں تو کیا سڑکوں کی چوڑائی کو مدنظر رکھتے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات و ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے سڑکوں کے حوالے سے بات کی ہے۔ اربن بسوں کو جب روٹ پرمٹ دیا جاتا ہے تو roads width کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ چھوٹی roads پر کہیں اربن ٹرانسپورٹ چل رہی ہے تو یہ اس کے بارے میں بتائیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! مجھے روٹوں کی پوری detail نہیں مل سکی۔ میرے حلقے کے اندر ایک غازی روڈ روٹ ہے جس کی سڑک کی چوڑائی صرف 40 فٹ ہے۔ سائیڈوں کی اگر encroachment ڈال لیں تو ٹوٹل 20/15 فٹ سڑک بنتی ہے لیکن وہاں پر بڑی بسوں کی اجازت دی گئی ہے اور ہر ہفتے ایک accident ہوتا ہے اور اس وجہ سے بڑے مسائل ہیں اب چونکہ یہ practice ایک حلقے کی ہے پھر میں یہاں پر توجہ دلانے کے لئے بات کروں گا کہ جہاں جہاں پر بھی اس طرح کے مسائل ہیں وہاں roads accidents بڑھنے کی وجہ یہی ہے کہ roads width کم ہے اور بڑی بسوں کو وہاں اجازت دی گئی ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات و ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے فاضل رکن جو بات کر رہے ہیں ایک پورا criteria بنایا گیا ہے اس میں ہمارے rules and regulations ہیں اور اس کے مطابق اس کی اجازت دی جاتی ہے۔ آپ جو exactly بتا رہے ہیں کہ کتنے فٹ والی روڈ ہے تو چاہے اربن ٹرانسپورٹ ہو یا چھوٹی ٹرانسپورٹ ہو تو جب انہیں اجازت دی جاتی ہے تو اس میں پہلے ہمارا DRT پورا سروے کرتا ہے اور اس کے بعد اسے روٹ پر اجازت دی جاتی ہے۔ میاں صاحب جو 40 فٹ کی روڈ کا فرما رہے ہیں اس پر اگر اربن ٹرانسپورٹ چل رہی ہے تو سروے کے بعد ہی وہاں پر permission ملی ہو گی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کی تھوڑی مدد کرنا چاہوں گا کہ مجھے جو لسٹ ملی ہے جہاں تک میرا خیال ہے لاء کے اندر اس کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے کہ کتنی بڑی روڈ پر کتنی بڑی بس چلائی جائے گی۔ تو پھر میں یہی چاہوں گا کہ اس پر بھی تھوڑی توجہ فرمالیں کہ کتنی roads width پر کتنی بڑی بس چلے گی؟ تو میں اس پر تھوڑا دھیان دینے کی بات کر رہا ہوں۔ شکریہ

وزیر آبکاری و محصولات و ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اس پر یہ عرض کروں گا کہ ٹرانسپورٹ پر ایک پوری پالیسی لائی جا رہی ہے جس پر جناب وزیر اعلیٰ کے حکم کے مطابق ایک ٹاسک فورس بھی بنی ہوئی ہے، اس میں پورے ٹرانسپورٹ سسٹم کو review کیا جا رہا ہے۔ ان کی یہ بڑی اچھی تجویز ہے، یہ تجویز ہم انہیں بالکل پیش کر دیں گے۔ اگر ہمارے laws میں roads width شامل نہیں ہے تو ہم ان کی یہ تجویز وہاں پر پہنچائیں گے اور آئندہ سے اس میں بہتری لائی جائے گی۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ وقفہء سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر آبکاری و محصولات و ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ خانیوال کے ملازمین کی تفصیلات

*520: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ خانیوال میں کام کرنے والے گریڈ 16 اور اوپر کے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان ملازمین کی تنخواہوں پر سال 2006 سے آج تک کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

(ج) مذکورہ ملازمین کو کتنی رقم ان سالوں کے دوران ٹی اے / ڈی اے کی مد میں ادا کی گئی، ملازم وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ انکوائریاں ہوئی ہیں یا چل رہی ہیں ان کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا حکومت ان ملازمین کی تعیناتی کے آرڈر کی تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ خانیوال میں جنوری 2006 سے آج تک کام کرنے والے گریڈ 16 اور اوپر کے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور پتاجات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	پتہ
اعظم علی	پرنسپل	T-2	ایم بی اے	43۔اے وڑائچ ہاؤس سبزہ زار کالونی ملتان
محمد جاوید اقبال انجم	پرنسپل	T-2	ایم بی اے	32 گلبرگ ٹاؤن خانیوال

(ب) سال 2006 سے 30۔ جون 2008 تک تنخواہوں پر خرچ ہونے والی سال وار رقم درج ذیل ہے:-

نام	مالی سال	تنخواہ (روپے)	مدت
اعظم علی	2005-06	94614	6 ماہ (دوسری ششماہی)
اعظم علی	2006-07	318782	12 ماہ (جولائی 2006 تا جون 2007)
اعظم علی	2007-08	233449	(جولائی 2007 تا 9 فروری 2008)

محمد جاوید اقبال انجم	2008	119658	(10فروری تا جون 2008)
کل اداشدہ تنخواہ		766503روپے	

(ج) مذکورہ ملازمین کو ان سالوں کے دوران فراہم کی گئی ٹی اے/ڈی اے کی رقم کی تفصیل ملازم وار درج ذیل ہے:۔

نام	سال	رقم
اعظم علی	2005-06	کوئی نہیں
اعظم علی	2006-07	6620روپے (یکم جولائی 2006 تا 30جون 2007)
اعظم علی	2007-08	1118روپے (جولائی 07 تا 9فروری 2008)
محمد جاوید اقبال انجم	2008	7672روپے (10فروری تا 30جون 2008)
	کل رقم	15410روپے

(د) ان میں سے کسی ملازم کے خلاف نہ تو کوئی شکایت موصول ہوئی اور نہ ہی کوئی محکمانہ کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔

(ہ) تمام ملازمین کی تعیناتی قواعد وضوابط کے مطابق اور میرٹ پر کی گئی، اس لئے تحقیقات کا کوئی جواز نہ ہے۔

مستحق لوگوں کو روزگار مہیا کرنے کے لئے
زکوٰۃ فنڈ سے فیکٹریاں بنانے کا معاملہ

*624: جناب وسیم قادر: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا حکومت زکوٰۃ فنڈ سے کوئی ایسے ادارے یا فیکٹریز قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جہاں پر مستحق لوگوں یا ان کے بچوں کو روزگار مہیا کرکے ان کو باعزت زندگی گزارنے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل بنایا جاسکے؟

(ب) کیا حکومت صوبہ میں گداگری کی لعنت ختم کرنے اور پیشہ ور بھکاریوں کے لئے ایسے ادارے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، جو زکوٰۃ فنڈ سے قائم ہوں اور جہاں بھکاریوں کو ضروریات زندگی میسر ہوں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) حکومت پنجاب زکوٰۃ فنڈ سے کوئی فیکٹری قائم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی کیوں کہ زکوٰۃ وعشر آرڈیننس 1980 اس امر کی اجازت نہیں دیتا تاہم حکومت پنجاب نے پنجاب ووکیشنل

ٹریننگ کونسل کے تحت ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ قائم کئے ہیں، جہاں مستحق طلباء کو زکوٰۃ فنڈ سے فنی ہنر سکھائے جاتے ہیں تاکہ وہ ہنر مند بن کر اپنا روزگار حاصل کریں اور نتیجتاً معاشرے کے فعال شہری بن سکیں۔ کورس کی تکمیل پر طلبہ کو اوزار خریدنے کے لئے مبلغ 5000 روپے کی یکمشت گرانٹ بھی دی جاتی ہے۔

(ب) مرکزی زکوٰۃ کونسل سے منظور شدہ قواعد و ضوابط کے مطابق اس قسم کے ادارے قائم نہیں کئے جا سکتے۔ مزید موضوع ہذا کا تعلق محکمہ سماجی بہبود کے ساتھ ہے۔

محکمہ میں عرصہ دس پندرہ سال سے تعینات فیلڈ کلرکس کو ریگولر کرنے کا مسئلہ

*842: محترمہ محمودہ چیمہ: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا حکومت پنجاب محکمہ زکوٰۃ و عشر میں تعینات فیلڈ کلرک جو عرصہ دس/پندرہ سال سے کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں کو ریگولر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

اس ضمن میں آگاہ کیا جاتا ہے کہ تقسیم زکوٰۃ کے عمل کے لئے عاملین زکوٰۃ کی تعیناتی، ان کے فرائض کا تعین اور ان کی ملازمت کے قواعد و ضوابط مرکزی زکوٰۃ کونسل طے کرتی ہے۔

محکمہ زکوٰۃ پنجاب کا دائرہ کار ان پالیسوں پر عملدرآمد کرانے تک محدود ہے۔ تاہم فیلڈز کلرکس کی ملازمت کو ریگولر کرنے کے حوالے سے یہ واضح کیا جاتا ہے کہ ان کی ملازمت جز وقتی ہے اور یہ تین سالہ کنٹریکٹ پر کی جاتی ہے۔ یہ باقاعدگی سے دفتر میں حاضر نہیں ہوتے بلکہ ہر فیلڈ زکوٰۃ کلرک کے ذمہ دس مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے ریکارڈ کی قواعد و ضوابط کے مطابق تشکیل و تکمیل ہے۔ ہر فیلڈ کلرک ہفتہ میں ایک مرتبہ یا پندرہ روز بعد ضلع زکوٰۃ کمیٹی میں کارکردگی رپورٹ پیش کرتا ہے مزید برآں زیادہ تر زکوٰۃ کلرک دیگر ذرائع معاش بھی اختیار کئے ہوتے ہیں۔

جہاں تک محکمہ زکوٰۃ کا تعلق ہے تو اس ضمن میں صوبائی زکوٰۃ کونسل کی سفارشات کے ساتھ مرکزی زکوٰۃ کونسل کو 2005 میں عاملین زکوٰۃ کو دیگر سرکاری ملازمین کے برابر

ملازمت کا ڈھانچہ اور تنخواہوں و دیگر مراعات فراہم کرنے کے لئے ریفرنس ارسال کیا تھا جس پر مرکزی زکوٰۃ کونسل نے فروری 2008 میں ان کی تنخواہوں میں اضافہ کر کے کم از کم تنخواہ 5000 ماہانہ مقرر کر دی جو قبل ازیں 3000 تھی تاہم مرکزی زکوٰۃ کونسل نے تمام کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کرنے کے بارے میں وفاقی وزارت مذہبی امور زکوٰۃ و عشر کو ہدایت کی کہ اس بارے میں امکانات کا جائزہ لے۔ جوں ہی اس معاملہ میں مزید پیشرفت ہوئی فاضل ایوان کو آگاہ کر دیا جائے گا۔

ضلع لاہور میں چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ میں خواتین کی نشستوں کا مسئلہ

*781: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ منی ویگن، مزدا اور بڑی بسوں میں خواتین کے بیٹھنے کے لئے نشستوں کی تعداد کیا ہے، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ خواتین کو ویگنوں اور مزدا گاڑیوں میں کنڈیکٹر خواتین کے لئے مختص جگہ پر نہیں بٹھاتے اور مردوں کے ساتھ بیٹھنے پر مجبور کرتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دور جانے والی خواتین سواریوں کو بٹھایا ہی نہیں جاتا؟

(د) اگر جزہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو حکومت ایسی گاڑیوں کے خلاف کیا کارروائی کرتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور میں چلنے والی بڑی بسوں میں خواتین کے لئے علیٰحدہ کیبن مخصوص کئے ہوئے ہیں جن میں ہر کیبن میں 20 خواتین کے بیٹھنے کی گنجائش موجود ہے جبکہ خواتین مسافروں کے تناسب کے لحاظ سے لاہور میں چلنے والی منی ویگنوں اور مزدا کی فرنٹ سیٹیں ان کے لئے ریزرو شدہ ہیں۔

(ب) غلط ہے کسی بھی ویگن یا مزدا میں خواتین کے لئے مخصوص جگہ پر مرد مسافروں کو نہیں بٹھایا جاتا۔

(ج) غلط ہے ایسی کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہے۔

(د) اگرچہ جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے مگر پھر بھی حکومت ایسی خلاف ورزی کی صورت میں اس کے مرتکب افراد کے خلاف کارروائی کے لئے تیار ہے۔

ضلع کے اندر سیکرٹری ڈی۔آر۔ٹی۔اے کو روٹ پرمٹ جاری کرنے کا صوابدیدی اختیار و دیگر تفصیلات

*879: راجہ شوکت عزیز بھٹی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایک ضلع کے اندر سیکرٹری ڈی آر ٹی اے کو روٹ پرمٹ جاری کرنے کا صوابدیدی اختیار ہے یا قانونی؟

(ب) راولپنڈی تا گوجر خان اور راولپنڈی تا دولتالہ (تحصیل گوجر خان) کے لئے کتنی ویگنوں کے روٹ پرمٹ گزشتہ تین سالوں میں جاری ہو چکے ہیں؟

(ج) فی روٹ پرمٹ کے اجرا کی قانوناً کتنی فیس ہے اور فی ویگن کتنی فیس وصول کی جاتی ہے نیز کیا مذکورہ فیس وصول کرتے ہوئے کوئی رسید وغیرہ جاری کی جاتی ہے؟

(د) ایک روٹ پرمٹ کتنے عرصہ کے لئے valid ہوتا ہے اور بعد ازاں اس کو renew کیا جاتا ہے یا نہیں نیز اس کی renewal fee کتنی ہے؟

(ہ) مالی سال 08-2007 میں اب تک محکمہ ٹرانسپورٹ کو اس مد میں یعنی روٹ پرمٹ جاری کرنے میں اور روٹ renew کرنے کی فیس میں کتنی رقم اکٹھی ہوئی؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ایک ضلع کے اندر سیکرٹری ڈی۔آر۔ٹی۔اے کو روٹ پرمٹ جاری کرنے کا اختیار موٹر وہیکلز رولز 1965 کے مطابق حاصل ہے۔

(ب) گزشتہ تین سالوں میں راولپنڈی تا گوجر خان روٹ پر 85 ویگنوں اور راولپنڈی تا دولتالہ پر 26 ویگنوں کو ڈی۔ آر۔ٹی۔اے راولپنڈی نے سٹیج کیرج روٹ پرمٹ جاری کئے ہیں۔

(ج) سٹیج کیرج روٹ پرمٹ کے اجرائی کی فیس مبلغ-/1400روپے سالانہ مقرر ہے جو بصورت ٹکٹ وصول کی جاتی ہے۔

(د) سٹیج کیرج روٹ پرمٹ ایک سال کے عرصہ کے لئے جاری ہوتا ہے اور بعدازاں اس کی سالانہ تجدید کی جاتی ہے۔ تجدید فیس مبلغ-/1400روپے اور زائد المیعاد ہونے کی صورت میں مبلغ /200روپے فی ماہ جرمانہ بصورت ٹکٹ وصول کیا جاتا ہے۔

(ہ) مالی سال2007-08 میں محکمہ ٹرانسپورٹ کو اس روٹ پرمٹ میں مبلغ-/227699700 روپے ریونیو بصورت ٹکٹ حاصل ہوا۔

ضلع خانیوال میں پبلک ٹرانسپورٹ مہیا کرنے کا مسئلہ

*887: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب کے اضلاع میں پبلک ٹرانسپورٹ مہیا کرنے کا معیار اور طریق کار کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خانیوال میں پبلک ٹرانسپورٹ کی سہولت مہیا نہ ہے جس کی وجہ سے عوام سخت پریشان ہیں؟

(ج) کیا حکومت مالی سال2008-09 کے دوران پبلک ٹرانسپورٹ کی سہولت خانیوال ضلع میں مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

(د) پنجاب کے جن اضلاع میں پبلک ٹرانسپورٹ کی سہولت موجود ہے، ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) صوبہ پنجاب میں مختلف شہروں میں پبلک ٹرانسپورٹ (اربن ٹرانسپورٹ سسٹم) مہیا کرنے کا طریق کار موٹر وہیکلز آرڈیننس1965 اور موٹر وہیکلز رولز1969 میں درج ہے۔

(ب) معزز رکن اسمبلی کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ضلع خانیوال میں پبلک ٹرانسپورٹ کا نظام موجود ہے جس کو متعلقہ ڈی آر ٹی اے کے ذریعے کنٹرول کیا جاتا ہے۔

(ج) فی الوقت حکومت پنجاب، پنجاب کے پانچ بڑے شہروں میں اربن ٹرانسپورٹ سسٹم کو بہتر بنانے میں مصروف عمل ہے۔اس عمل کی تکمیل کے بعد پنجاب کے دوسرے شہروں میں بھی یہ سسٹم لاگو کرنے پر غور کیا جا سکتا ہے۔

(د) معزز رکن اسمبلی کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اس وقت پنجاب کے تمام شہروں میں پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم موجود ہے جس کو متعلقہ ڈی آر ٹی ایز کے ذریعے چلایا جاتا ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! چند دن پہلے میرے حلقے غلہ منڈی ملتان میں آگ لگ گئی جس سے تقریباً ساٹھ ستر دکانیں جل کر راکھ ہو گئیں اور تقریباً ایک سے ڈیڑھ ارب روپے کا نقصان ہوا ہے۔ میں جناب منسٹر اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ملتان میں یہ بہت بڑا lossہوا ہے جو تمام اخبارات اور ٹی وی میں بھی نشر ہوا ہے۔اس کے لئے ایک کمیٹی بنا دی جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ نے بھی اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے۔۔۔

جناب عبدالوحید چودھری: میرے خیال میں ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس نقصان کا اندازہ لگائے اور حکومت ان کے لئے کسی package کا اعلان کرے۔ ملتان میں یہ بہت بڑا سانحہ ہوا ہے۔ میں اس پر وزیر زراعت اور متعلقہ وزیر صاحب کی خصوصی توجہ چاہتا ہوں۔ حاجی احسان الدین صاحب بھی وہاں گئے تھے۔انھوں نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہاں پر اربوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ان لوگوں کی اشک شوئی کے لئے کچھ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ نے جو بات کی ہے یہ بات یقیناً ان کے علم میں اخبارات، ٹی۔وی اور آپ کے ذریعے آچکی ہوگی۔ وہ نوٹس لیں گے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں ایوان میں مجلس خصوصی کی reports پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا محمد افضل خان صاحب مجلس خصوصی کیreports ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جی، رانا صاحب! آپ reportsپیش کریں۔

رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)

مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور، مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب مینٹیننس آف پبلک آرڈر مصدرہ 2008 اور تحاریک استحقاق نمبر 2 اور 18 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

رانا محمد افضل خان: میں

1. Ali Institute of Education Lahore, Bill 2008 (Bill No.12 of 2008).
2. The Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 2008 (Bill No.13 of 2008)
3. تحریک استحقاق نمبر 2/2008 پیش کردہ محترمہ فوزیہ بہرام
4. تحریک استحقاق نمبر 18/2008 پیش کردہ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار

کے بارے میں مجلس خصوصی کی reports ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، reports پیش ہوئیں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

پوائنٹ آف آرڈر

سرگودھا میں 11 سالہ مسیحی بچی سے زیادتی اور ملزم کا صلح کے لئے مدعی پر دباؤ

جناب طاہر نوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، طاہر نوید صاحب!

جناب طاہر نوید: جناب سپیکر! سرگودھا میں یکم ستمبر کو ایک گیارہ سالہ مسیحی بچی ثناء کے ساتھ اس کے مالک نے زیادتی کی جس کی بابت تھانہ سالار ٹاؤن میں پرچہ درج ہوا، ملزم گرفتار ہوا۔ اس بچی کا تعلق اقلیت سے ہے۔ وہاں پر پریس اور میڈیا بھی موجود تھا لیکن میں انتہائی افسوس سے بات کروں گا کہ ماسوائے "ایکسپریس" نے ایک چھوٹی سی خبر دی اور کسی نے اس کو report

نہیں کیا۔اب اس غریب خاندان پر یہ دباؤ ڈالا جارہا ہے کہ وہ صلح کرلیں۔اس کے ساتھ ساتھ ملزمان یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم DNA report تبدیل کرالیں گے۔ میں وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ یقین دہانی کرائیں کہ اس خاندان کو تحفظ فراہم کیا جائے گا اور ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا کیونکہ بہنیں اور بیٹیاں سب کی سانجھی ہوتی ہیں۔ایک گیارہ سالہ بچی کے ساتھ 55 سالہ آدمی نے زیادتی کی ہے اور اس بچی سے جو اس گھر کی خدمت کرتی تھی اسے پہلے نشہ آور دوائی پلائی گئی اور دو دن کے بعد اسے گھر سے باہر پھینک دیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم ممبر نے جو معاملہ اس ایوان کے سامنے رکھا ہے اس کی آج ہی رپورٹ منگوا لیتے ہیں۔اس معاملہ میں قانون کے مطابق جو سخت سے سخت کارروائی ہو سکتی ہے، میں یہاں یقین دہانی کراتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ کارروائی ہم کروائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بلوچستان میں غیرت کے نام پر جو پانچ خواتین کو زندہ درگور کیا گیا ہے اس حوالے سے میری استدعا ہے کہ وقت کی کمی کے پیش نظر مجھے قواعد انضباط کار کے قاعدہ 115 کے تحت قاعدہ 234 کو معطل کر کے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس موضوع پر ایک قرارداد آ رہی ہے اس کے بعد آپ کی متفقہ طور پر قرارداد بھی آ جائے گی۔ مجھے ادھر سے بھی نوٹس ملا ہے اور آپ کی طرف سے بھی ملا ہے۔آپ ایک مشترکہ قرارداد تیار کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ بہتر ہے ہم مشترکہ قرارداد تیار کر لیتے ہیں۔

تحصیل علی پور میں ہیڈپنجند کو بھاری ٹریفک کے لئے بند کرنے سے عوام کو شدید مشکلات کا سامنا

سردار شہزادرسول خان جتوئی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سردار شہزادرسول صاحب!

سردار شہزاد رسول خان جتوئی: جناب سپیکر! تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ کے ہیڈ پنجند کو heavy transport کے لئے مکمل طور پر بند کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے وہاں سے بسیں نہیں گزر سکتیں اور لوگوں کا سفر کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس پر کوئی کام نہیں ہو رہا لہذا اس کو بالکل بند کر کے تعمیراتی کام کیا جائے یا پھر اسے heavy transport کے لئے کھولا جائے۔

جناب سپیکر: اس وقت سینئر وزیر صاحب یہاں پر موجود نہیں ہیں اس لئے آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہم pending کرتے ہیں تاوقتیکہ وہ تشریف لائیں پھر آپ کی بات سنیں گے۔

فیصل آباد، شیخوپورہ روڈ پر بسوں کی تیز رفتاری کے باعث سکول کے بچوں کا زخمی اور ہلاک ہونا

محترمہ انجم صفدر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ انجم صفدر صاحبہ!

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں ایک بات لانا چاہتی ہوں کہ جب ہم فیصل آباد سے آ رہے تھے تو شیخوپورہ روڈ پر ٹریفک بند تھی اور سکولوں کے بچے مختلف کاروں، گاڑیوں اور بسوں کو روک کر ان پر حملہ کر رہے تھے۔ ہم نے جب معلوم کیا تو پتا چلا کہ پچھلے تین دنوں سے ٹرانسپورٹ بسیں سکول کے بچوں کو کچل رہی ہیں۔ آج بھی تین بچوں کی death ہوئی ہے، پرسوں سے لے کر آج تک 6 بچوں کی death ہو چکی ہے اور 15 سے زائد بچے شدید زخمی ہیں۔ اس چیز کا نوٹس لیا جانا چاہئے۔ ہمیں بچوں سے پوچھنے پر پتا چلا کہ بچوں کے اساتذہ نے انھیں کہا ہے کہ باقی جو بسیں اور گاڑیاں آ رہی ہیں ان کی توڑ پھوڑ کی جائے۔ اگر فوری طور پر action نہ لیا

گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہاں بچے مختلف گاڑیوں پر چڑھ کر اور لٹک کر دوسری گاڑیوں پر مزید حملے کریں۔ اس طرح اور بچوں کی جانیں بھی ضائع ہو سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! جن کمپنیوں کی بسیں چل رہی تھیں، جن کی وجہ سے بچوں کی ہلاکت ہوئی ہے ان کے خلاف شدید action لیا جانا چاہئے۔

حلقہ پی پی۔165 شرقپور شریف میں آتش گیر مادہ پھٹنے سے متاثرہ بچوں کی مالی امداد

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنے حلقہ کے ایک اہم issue پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے حلقہ پی پی۔165 خاص طور پر شرقپور شریف میں آتشگیر مادہ استعمال کرتے ہوئے آتشبازی کا سامان بنایا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں ہم کئی بار اعلیٰ حکام کو گزارش کر چکے ہیں لیکن آج تک ان پر مکمل کنٹرول نہیں ہو سکا۔ آج سے 4 دن پہلے بھی وہاں ایک محلے میں آتشگیر مادہ پھٹا اور ایک سال سے لے کر 14 سال کے معصوم بچے زخمی ہوئے۔ ان بچوں کو میو ہسپتال اور واپڈا ہسپتال لاہور میں داخل کرایا گیا۔ ہم اپنے طور پر انھیں جو compensate کر سکتے تھے ہم نے وہ کیا ہے لیکن ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے ان زخمی بچوں کو کوئی خصوصی معاوضہ دیا جائے۔ ہماری بھرپور گزارش ہے کہ آتشبازی کا سامان بنانے والے ان کارخانوں کو فوری بند کروایا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم منڈا صاحب سے یہ کہوں گا کہ وہاں پر جو آتشبازی کے کارخانے ہیں یہ ان کی نشاندہی کرا دیں تو متعلقہ پولیس حکام کو اس بارے میں کہا جائے گا کہ ان کے خلاف کارروائی کی جائے کیونکہ حکومت نے نہ تو اس کا لائسنس دیا ہوا ہے اور نہ ہی اس کی کسی کو اجازت ہے کہ اس طرح کا ممنوعہ سامان تیار کرے۔ اس پر مکمل action کروا کر نہ صرف ایوان کو بلکہ محترم ممبر کو بھی آگاہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جو شیخوپورہ روڈ سے متعلق محترمہ نے بات کی ہے اس کے متعلق میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ میں آج ہی DPO شیخوپورہ سے اس بارے میں رپورٹ طلب کرتا ہوں کہ اگر وہاں پر کوئی اس قسم کے حادثات ہوئے ہیں جن میں بچے ہلاک ہوئے ہیں تو اس کا انھوں نے مناسب نوٹس کیوں نہیں لیا اور وہاں پر اس قسم کی صورتحال کیوں پیدا ہوئی ہے؟ وہ ایک highway road ہے، وہاں سے لاہور اور راولپنڈی کی طرف ٹریفک کا بڑا flow ہوتا ہے۔ وہ اس کی clearance کو ensure کروائیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ اس کی وضاحت کرنے کے لئے ہم پہلے ہی ضلعی انتظامیہ کو لکھ کر دے چکے ہیں۔ میں وزیر قانون کو بھی اس کی پوری تفصیل دے دیتا ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جو بچے زخمی ہوئے ہیں ان کو حکومت کی طرف سے کچھ compensation لازمی دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اجلاس کے بعد وزیر قانون صاحب کو تفصیل بتادیں۔

Wheat Pills کھانے سے خاتون کی ہلاکت

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! میں بھی ایک بہت اہم بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سکینہ شاہین صاحبہ!

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! جو خواتین wheat pills کھا لیتی ہیں ان کی کوئی anti drugs نہیں ہیں۔ میرے علاقے میں ایک خاتون نے wheat pills کھالیں اور وہ expire ہو گئی، وہ 4 بچوں کی ماں تھی۔ جب میں ہسپتال میں گئی تو ڈاکٹروں نے کہا کہ ہم نے بارہا لکھ کر دیا ہے کہ اس کی کوئی anti drugs نہیں ہیں۔ اس پر خدارا! پابندی لگائی جائے تاکہ بے شمار قیمتی جانیں جو ضائع ہو جاتی ہیں وہ بچ سکیں۔ اس سلسلے میں wheat pills پر پابندی لگائی جائے یا anti drugs تیار کی جائیں۔

جناب سپیکر: اس کا جواب اب کدھر سے آئے گا؟ لاء منسٹر صاحب! آپ ہی اس کا جواب دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گندم میں ایک دوائی رکھی جاتی ہے تاکہ وہ خراب نہ ہو۔ اب اس کو فوری طور پر تو روکا نہیں جا سکتا کیونکہ اس سے بھی بہت بڑا نقصان ہونے

کا احتمال ہے لیکن اس کی جو anti drug ہے اس کے بارے میں محکمہ صحت سے کہیں گے کہ وہ اس کے متعلق proceed کریں اور بنوائیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کا پہلے تدارک کروائیں گے۔ میں نے پہلے جو بات کی تھی اب وزیر آبپاشی صاحب آ گئے ہیں۔ جتوئی صاحب! آپ کا جو پوائنٹ آف آرڈر تھا اس کو دہرا دیں۔

سردار شہزادر سول خان جتوئی: جناب سپیکر! ہیڈ پنجند کو ٹرانسپورٹ کے لئے بند کر دیا گیا ہے اس پر construction کا کام تو بالکل نہیں ہو رہا یا تو اسے مکمل طور پر بند کر کے کام کیا جائے یا پھر اسے اس طریقے سے کیا جائے کیونکہ آنے والا سیزن کپاس اور کماد کا ہے جس سے زمینداروں کو بہت زیادہ نقصان ہوگا۔ میری یہی گزارش ہے کہ اسے بالکل بند کر کے مکمل طور پر کام کیا جائے یا پھر کوئی ایسا حل نکالا جائے کہ وہاں کے لوگوں کو سہولیات مل سکیں یا پھر وہاں پر کوئی کشتی کا پل بنا دیا جائے تاکہ لوگوں کو آمد روفت کا کوئی مسئلہ پیش نہ ہو۔

جناب سپیکر: جی، اریگیشن منسٹر صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ کو بھی پتا ہے کہ جتنے ہیڈز ہیں یہ اپنی مدت پوری کر چکے ہیں اور اب اس بارے میں ایک رپورٹ آئی ہے کہ اگر اس کو فوری طور پر repair نہ کیا گیا تو یہ damage ہو سکتا ہے اور اس سے بہت بڑا نقصان کا اندیشہ ہے اس لئے چائنیز ماہرین سے اس کی مرمت کا کام شروع کروایا گیا ہے۔ علاقے کے لوگوں کو واقعی تکلیف ہے کیونکہ اسے ہیوی ٹریفک کے لئے بند رکھا گیا ہے۔ میرے بھائی نے مجھ سے بات کی تھی تو میں نے محکمے کو کہا ہے کہ پیدل گزرنے والے لوگوں اور منی ٹرانسپورٹ کو وقفے وقفے کے ساتھ وہاں سے گزرنے کی اجازت دی جائے لیکن یہ کام انتہائی ضروری ہے اور صوبے کے مفاد میں ہے کیونکہ اس علاقے کی پوری زراعت اس سے related ہے اس لئے یہ کام تو ہونا ہے لیکن لوگوں کی جو پریشانی ہے اس حوالے سے میں نے محکمے کو ہدایت کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ کوشش کریں کہ لوگوں کو problem نہ ہو۔ شکریہ

حاجی ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر ہونا چاہئے، کوئی تقریر نہیں ہونی چاہئے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم issue کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ بہاولپور میں ایک قدیمی راستہ تھا اور اس کو بہت ساری آبادیاں لگتی تھیں وہ محکمہ جنگلات والوں نے بند کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہاں سے بیمار لوگوں اور طلباء و طالبات کو سکول جانے کے لئے بڑی دشواری پیش آ رہی ہے۔ یہ وزیر جنگلات کے نوٹس میں بھی ہے، kindly اس کے لئے خصوصی احکامات جاری کئے جائیں۔

جناب سپیکر: جنگلات کا محکمہ کن کے پاس ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم ممبر سے گزارش کروں گا کہ انہوں نے جس difficulty کا ذکر کیا ہے یہ لکھ کر میرے حوالے کر دیں۔ ہم سیکرٹری جنگلات یا ان کے مقامی DCO سے بات کر کے اس مسئلے کو حل کروا دیں گے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں نے دو دفعہ تحریک التوائے کار بھی پیش کی ہے لیکن ابھی تک منظور نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب جیسے آپ کو فرما رہے ہیں آپ ان سے مل لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ مجھے لکھ کر دے دیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! یہ لکھی ہوئی تحریک موجود ہے۔ یہ بہت اہم issue ہے وزیر جنگلات بیٹھے ہوئے ہیں ان سے بھی پوچھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کے اور اس معزز ایوان کے ہر رکن کے علم میں ہے کہ باجوڑ میں جو ظلم ہوا ہے جس کی وجہ سے وہاں سے بے شمار لوگ۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ دیر سے آئے ہیں۔ اس بارے میں پہلے بات ہو چکی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیجئے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کے لئے نہ صرف ہمیں اپنی ایک ماہ کی تنخواہ دینی چاہئے بلکہ آپ ایک فنڈ قائم کریں جس میں ہر ایم پی اے اپنا حصہ دے اور پنجاب اسمبلی کی طرف سے وہاں پر کوئی ٹیم جائے۔ مجھے معلوم ہے کہ محترم وزیر اعلیٰ صاحب

نے وہاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب کو بھیجا تھا لیکن اگر آپ آج فنڈ کا فرماتے ہیں تو میں اس کے لئے ابھی ایک لاکھ روپیہ آپ کو دیتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے تمام ایم پی ایز کی اس مہینے کی جو تنخواہ ہے وہ ساری کی ساری اس فنڈ میں دے دی جائے۔

جناب سپیکر! دوسری میری گزارش یہ ہے کہ ہر محکمے کو ٹرانسپورٹ مل گئی ہے لیکن پنجاب اسمبلی کے ملازمین کو کوئی ٹرانسپورٹ نہیں ملی۔ ان کو pick and drop دیا جائے۔ جب ان کو رات کے وقت یہاں سے اجلاس کے ختم ہونے کے بعد جانا پڑتا ہے تو انہیں بہت دقت ہوتی ہے لہذا اگر ان کے لئے pick and drop کا بندوبست کر دیا جائے تو میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں گا کیونکہ یہ ان کی ایک genuine ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: وہ میرے پاس آئیں گے تو میں انہیں سمجھا دوں گا۔ آپ اس بارے میں فکر مند نہ ہوں۔

جناب محمد سعید مغل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کیا اب پوائنٹ آف آرڈر ہی چلے گا؟

جناب محمد سعید مغل: انشاء اللہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہی بات ہوگی، اِدھر اُدھر کی بات نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد سعید مغل: آپ کا شکریہ کہ آپ نے موقع دیا۔ میں آپ کی اور معزز ایوان کی توجہ ایک سانحے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میرا حلقہ پی پی-94 گوجرانوالہ ہے وہاں فرید ٹاؤن میں main road کے اوپر ایک غریب آدمی کا گھر ہے جس سے ایک سات سالہ بچے کو ایک شخص ورغلا کر مچھلیاں پکڑنے کے بہانے لے گیا، راستے میں اس کے ساتھ زیادتی بھی کی اور اس کے بعد اس کو قتل کر دیا، یہ آج سے exact چار دن پہلے کی بات ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ذرا سنئے گا۔

جناب محمد سعید مغل: جناب سپیکر! وہاں پر ہمارے ڈی آئی جی ذوالفقار احمد چیمہ صاحب نے موقع پر پہنچ کر اس شخص کو گرفتار بھی کروایا اور اب وہ شاید جیل یا تھانے میں ہے۔ انسانی حقوق کے نام پر سزائے موت کو ختم کرنے کے لئے یہاں پر ایک movement ہوئی تھی جس کی میں نے اور پورے ایوان نے شدید مخالفت بھی کی تھی۔ جب وہ قاتل اپنا جرم کر چکا، اب وہ انسانی حقوق کا مستحق کہاں سے

گردانا جائے گا اور جب وہ معصوم بچے کو قتل کر رہا تھا تو کیا وہ انسان نہیں تھا یا وہ انسان کا بچہ نہیں تھا؟ میں اس کے اوپر شدید احتجاج کرتے ہوئے وزیر قانون اور ارباب بست و کشاد سے یہ گزارش کروں گا کہ خدارا! اپنی سزاؤں کو اس طرح نرم نہ کیجئے کہ جرائم کی حوصلہ افزائی ہوتی رہے بلکہ سزا کو اور بھی مزید سخت کر کے اور مختصر وقت میں ملزموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے، یہ میری استدعا ہے اور میں پوائنٹ آف آرڈر سے باہر بالکل نہیں نکلا۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سزائے موت کو ختم کرنے سے متعلق پچھلے دنوں اخبارات اور میڈیا کے ذریعے جو ایک impression آ تا رہا ہے اب اس بارے میں یہ بات بالکل clear ہے کہ سزائے موت کو ختم کرنے سے متعلق موجودہ حکومت کے زیر غور کوئی مسودہ یا قانون ہے اور نہ ہی کوئی near future ایسا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 17 سید ابرار حسین شاہ صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 22 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔ یہ آج کے لئے pending تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اس میں mover اور concerned officials کی ملاقات آج کے لئے arrange کروائی ہوئی ہے تو اس میں یہ معاملہ resolve ہو جائے گا لہذا اس کو آپ pending فرما دیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! پہلے ہی اسے ایک ماہ ہو گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں نے آج ان کو بلوایا ہے، معزز mover آج میرے دفتر میں تشریف لے آئیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: کتنے بجے جناب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اجلاس ختم ہونے کے بعد آ جائیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: چلیں، ٹھیک ہے۔ آج دیکھ لیتے ہیں ورنہ دوبارہ پھر سہی۔

ایس ایچ او تھانہ ریس کورس لاہور کا خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

(---جاری)

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 23 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ تحریک کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے متعلقہ official ایس ایچ او اشفاق بٹ صاحب کو بلوایا تھا تو انہوں نے ان سے معذرت کی ہے لیکن محترمہ اگر اس سے مطمئن نہیں ہیں اور یہ چاہتی ہیں کہ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 24 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان صاحب کی ہے۔ جی، کرنل صاحب!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! اس میں ساری details درج ہیں اور آپ نے اسے پڑھا بھی ہو گا۔ If you like then I read again. لیکن میری request یہ ہے کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: You will have to read it? رانا صاحب! آپ کو اس بارے نوٹس ہے کہ نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ابھی پہلی دفعہ پیش ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، تحریک پڑھیں۔

سی پی او، راولپنڈی کا اڈیالہ جیل میں عمر قید کے مجرموں کو اپنے حقیقی بھائی کی نماز جنازہ میں شرکت کی اجازت نہ دینا

LT.COL.(RETD) MUHAMMAD SHABBIR AWAN: I hereby give a notice of a Privilege Motion which requires immediate

intervention of the Assembly. The matter is that on 15th of August 2008 a brother like friend of my late father Ch. Ghulam Rasool died in our native village. Two of his brothers are under going life imprisonment at Adiala Jail Rawalpindi under section 302. On 15th of August 2008 at 08:30, I moved an application to DCO Rawalpindi for grant of parole to the prisoners so that they could offer Namaz-e-Jinaza of their deceased real brother. The DCO spoke to Jail Superintendent in my presence who confirmed good behaviour of the prisoners and told DCO that he is out of his office and will direct his staff to fax the facts. The DCO after getting good behaviour report of prisoners from the Jail, granted permission letter (copy attached). The DCO took three hours to ascertain rule position before issuing the permission letter. Later, there was some problem about the provision in escort. I spoke to CPO who directed the Police Authorities to provide escort which was provided.

But when the prisoners were travelling under Police escort and reached near District Court Rawalpindi, the CPO ordered to take the prisoners back to Jail. On this information, I spoke to CPO again who told me that they are dangerous prisoners and he can't allow them. I explained him that they have been granted parole for about five times to attend marriages of their children and today it is the funeral of their deceased brother. I also told him that they were granted parole for five days at one time (The record can be obtained from the Adiala Jail Authorities).

On this, he told me that he will check up and get back to me. After this, I made several attempts to contact him but he switched off his mobile phone and was not available on any line number (both office and residence). All these actions of CPO are beyond comprehension and reasons best known to him only.

The CPO Rawalpindi has not only denied a basic human right to the prisoners to attend Nimaz-e-Jinaza of their real brother but he also embarrassed me in front of the public of my constituency who had gathered at Namaz-e-Jinaza (because every one knew that I got them the permission which was later denied by CPO without any cogent reason). The CPO Rawalpindi has caused serious breach of my privilege.

Therefore, it is requested that notice of Privilege Motion may be held in order and be referred to the Committee on Privileges for consideration and report.

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کے ذریعے محترم اعوان صاحب جو معاملہ نوٹس میں لائے ہیں اس میں کچھ facts ایسے ہیں کہ جن کو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر disclose کرنا مناسب نہ ہو گا کیونکہ جو ملزمان تھے اور جن کی parole کے حوالے سے محترم اعوان صاحب ناراض ہوئے یا ان کو embarrassment ہوئی کہ ان کے parole کے آرڈر کئے گئے اور اس کے بعد ان کو allow نہیں کیا گیا۔ اس سلسلے میں میری ان سے گزارش ہے کہ اس سلسلے میں آئی جی صاحب اس معاملے کو personally دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس میں آیا سی سی پی او، راولپنڈی کی کوئی carelessness یا ان کا کوئی تجاوز بنتا ہے کیونکہ اس میں ڈی سی او صاحب نے وہی آرڈر جن کا یہ ذکر کر رہے ہیں بعد میں انہوں نے withdraw کئے ہیں۔ میری ان سے گزارش ہے کہ یہ ہمیں اس معاملے میں تھوڑا سا وقت دیں۔ ہم اس معاملے کو enquire کر کے دیکھ لیتے ہیں۔ اس تحریک کو آپ آئندہ اجلاس تک کے لئے pending فرما دیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! میری وزیر قانون صاحب سے گزارش ہے کہ اس مسئلہ میں، میں ذاتی طور پر involve رہا ہوں اور ڈی سی او صاحب نے جب اجازت دے دی تو اس کے بعد کوئی قانونی جواز نہیں رہ جاتا تھا کیونکہ پہلے ہوم سیکرٹری اجازت دیتا تھا اور اب تمام ڈی سی اوز کو یہ اختیار مل گیا ہے۔ جب ڈی سی او نے اجازت دے دی اور ملزم جیل سے نکل کر کورٹ تک چلا گیا لیکن سی پی او صاحب اور میں نے بھی ان سے بات کی اور انہوں نے صرف اپنی مرضی چلانے کے لئے، اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا اور ڈی سی او کو فون کر کے جو اس نے permission دی تھی وہ withdraw کروائی اس لئے میری وزیر قانون صاحب سے گزارش ہے کہ یہ صرف اور صرف ہماری collation حکومت کے خلاف بیوروکریسی کی ایک سازش ہے۔ میری ان سے درخواست ہو گی کہ مہربانی کر کے اس تحریک استحقاق کو فوری طور پر کمیٹی کے حوالے کریں کیونکہ ڈی سی او کی permission کے بعد سی پی او کے پاس کوئی اختیار نہیں تھا کہ وہ

ملزم کو اس طرح واپس بھیجتا، وہ withdraw کراتا۔ یہ جو اس collation حکومت کے خلاف جو سازش کی جا رہی ہے اس کی انکوائری کے لئے سی پی او کو اس استحقاق کمیٹی کے سامنے آنا چاہئے اور حقائق سامنے آنے چاہئیں۔ میری گزارش ہے کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم سینئر وزیر صاحب نے جو فرمایا ہے میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اگر کوئی سازش ہو رہی ہے اور اگر بیوروکریسی کی طرف سے کوئی سازش ہو رہی ہے، میں سینئر منسٹر صاحب کو اس معاملے میں ساتھ رکھیں گے اور ہم بھی یہی دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ انہوں نے اس بات کو allege کیا ہے کہ اگر ان ملزمان کو ہم وہاں پر لے آتے تو ان کی زندگی کو خطرہ تھا۔ ہم ان کی safety کی ذمہ داری نہیں لے سکتے تھے اور اس بارے میں انہوں نے ایک دو کیسوں کا حوالہ دیا ہے کہ وہاں پر اس قسم کے معاملات ہوئے ہیں کہ وہاں پر جو مین بازار ہے اس کے ایک کیس کا حوالہ دیا جس میں تین آدمی انہی دنوں میں قتل ہوئے اس لئے اس بات کو دیکھنے کے لئے وہاں پر اتنا خطرہ موجود تھا کہ جس میں یہ بات faisi prima اخذ کی جا سکتی تھی کہ اگر ان ملزمان کو وہاں پر لے جایا جائے گا تو ان کی زندگی کو خطرہ ہو گا یا کہ پولیس ساتھ ہو گی اس پر حملہ کا خطرہ ہو گا۔ اگر ایسا نہیں ہو گا تو میں سینئر منسٹر صاحب کو پورا یقین دلاتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس معاملے میں اگر کوئی سازش ہوئی تو جو متعلقہ officials ہوں گے ان کے خلاف پوری کارروائی کریں گے اور استحقاق کمیٹی نے بھی انکوائری کے بعد یہی بتانا ہے کہ فلاں آدمی نے اپنے اختیار سے تجاوز کیا ہے یا نہیں کیا اس لئے بغیر کسی وقت کے ایک ہفتے کے اندر اندر ان کو ساتھ لے کر اس معاملہ کو sort out کر لیں گے اور اگر اس میں کوئی ملوث پایا گیا تو اس کے خلاف جو ایکشن ہو گا میرا خیال ہے کہ اس کے بعد محترم اعوان صاحب اس کو press نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: اس معاملہ میں میری سی پی او کے ساتھ direct communication رہی۔ وزیر قانون کی contention ہے کہ they will hold enquiry ہم یہی request کر رہے ہیں کہ کمیٹی کے سپرد کریں اور وہ انکوائری کرے۔ If he has fault he should take action and if he is not at fault تو میں اس کو press نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: دیکھیں۔ ایک طریق کار ہے، اس طریق کار کے مطابق ہمیں چلنا چاہئے۔ رانا صاحب! آپ ذرا اس میں خصوصی دلچسپی لے کر اسے take up کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): انشاء اللہ تعالیٰ یہ ایک ہفتے میں ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو آئندہ اجلاس کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 25 ڈاکٹر اسد معظم صاحب کی ہے۔

ایس ایچ او منصور آباد (فیصل آباد) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

ڈاکٹر اسد معظم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 24 اور 25۔ اگست 2008 کی درمیانی شب میری گاڑی (کرولا) گھر کے باہر کھڑی چوری ہو گئی۔ اگلی صبح یہ واقعہ میرے علم میں آیا تو 15 پر کال کی اور SHO منصور آباد جائے وقوعہ پر آیا جس نے رپورٹ درج کی۔ جس رات یہ واقعہ پیش آیا اسی رات تقریباً 3 بجے میرے چوکیدار نے گھر کے باہر ایک کانسٹیبل کو 2 آدمیوں کے ساتھ کھڑے دیکھا تھا۔ چوکیدار چونکہ کانسٹیبل کو پہچانتا تھا اس لئے اس نے کوئی نوٹس نہ لیا۔ چوکیدار اگلی شام جب ڈیوٹی پر آیا اس کے بتانے پر مجھے شک ہوا کہ یہ چوری کہیں اس کانسٹیبل نے نہ کروائی ہو۔ میں نے اپنے سیکرٹری اور کچھ دوستوں کے ساتھ چوکیدار کو تھانہ منصور آباد بھیجا تاکہ کانسٹیبل کو پہچانا جا سکے۔ جب یہ لوگ تھانہ پہنچے تو ایک سب انسپکٹر چارپائی پر لیٹا تھا اور وہی کانسٹیبل پاس کھڑا تھا دونوں گفتگو کر رہے تھے۔ چوکیدار نے اس کو پہچان لیا اور کہا کہ رات تم نے گاڑی چوری کروائی ہے۔ اس بات پر تکرار ہوئی اور اس سب انسپکٹر اور کانسٹیبل جس کا نام بشیر واہگہ ہے اس نے میرے چوکیدار کو تھپڑ اور مکوں سے مارنا شروع کر دیا اور غلیظ گالیاں دیں۔ یہ معاملہ جب میرے نوٹس میں آیا تو میں خود تھانہ گیا۔ سب انسپکٹر واہگہ مجھے تھانہ کے دروازے پر ہی مل گیا۔ میں نے اسے کہا کہ مجھے شک ہے کہ میری گاڑی کی چوری میں تمہارا اور تمہارے کانسٹیبل کا ہاتھ ہے تو وہ آپے سے باہر ہو گیا اور اس نے کہا کہ تم MPA جو کر سکتے ہو کر لو۔ موصوف

سب انسپکٹر کے اس رویہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑا سا add کرنا چاہوں گا کہ اس کے بعد میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ میرے علاقے میں ایک رینٹ اے کار ہے جسے کچھ مجرم چلا رہے ہیں جس کا نام چندو چیمہ اور اس کا پورا گروپ ہے۔ ان لوگوں نے آج سے تقریباً تین ماہ پہلے ایک عورت کے گھر میں گھس کر اسے مارا اور زدوکوب کیا اور بے آبرو کیا۔ جب اس واقعہ کی ایف آئی آر درج ہوئی تو اسی سب انسپکٹر نے ان کی ضمانتیں cancel ہونے پر انہیں گرفتار نہیں کیا۔ اس کے بعد انہی لوگوں نے ایک پی سی او کو لوٹا تو اس پر ان کی ضمانتیں خارج ہو گئیں تو بھی انہیں گرفتار نہ کیا گیا۔ تیسرا واقعہ بھی recently ہوا کہ دو دن پہلے انہوں نے ایک موٹر سائیکل چھینتے ہوئے ایک شخص کو گولیاں مار دیں اور مضروب ابھی بھی ہسپتال میں داخل ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے شک ہے کہ یہ پورا ایک گروپ ہے جو اس طرح کی وارداتیں کرتا ہے کیونکہ پچھلے ایک ہفتہ میں تھانہ منصور آباد میں سات کے قریب گاڑیاں چوری ہوئی ہیں جو کہ میرے علم میں آئی ہیں اور یہ رینٹ اے کار سے ہی گاڑیاں مختلف ڈکیتیوں میں استعمال ہوئی ہیں۔ میری آپ سے التماس ہے کہ اس واقعہ پر میری صرف رپٹ درج ہوئی ہے تو اس پر ایف آئی آر درج کی جائے اور اس کی باقاعدہ طور پر تفتیش کی جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب میں نے حاصل کیا اور enquire کیا ہے تو مجھے افسوس ہے کہ اس میں متعلقہ officials کا satisfactory reply نہیں ہے۔ میں اس سے مطمئن نہیں ہوں تو اس تحریک کو آپ کمیٹی کے سپرد کر دیں اور محترم محرک کو میں یقین دلاتا ہوں کہ جو وہ بتا رہے ہیں کہ ان کی گاڑی چوری ہوئی اور اس کی رپٹ درج ہوئی ہے تو اس کی کاپی وغیرہ مجھے دیں تو اس کی ایف آئی آر انشاء اللہ آج ہی درج کروا کر انہیں اس کی کاپی فراہم کی جائے گی۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر قانون کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور کل تک رپٹ منگوا کر ان کو پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: یہ تحریک کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 26 سردار شہزاد رسول خان جتوئی کی ہے۔ جی، جتوئی صاحب!

ڈی ڈی او (آر) تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویہ

جناب شہزاد رسول خان جتوئی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ڈی۔ ڈی۔ او (آر) تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ واجد شاہ جو کرپشن اور فحش گالیاں نکالنے کے اعتبار سے کافی مشہور ہو چکا ہے جس کی تازہ مثال اس دن سامنے آئی کہ میرے حلقہ کے چند معززین میرے پاس موصوف آفیسر کی شکایت لے کر آئے۔ انہوں نے موصوف آفیسر کے حوالے سے مجھے متعدد شکایات کے بارے میں بتایا اور اس کی کرپشن کی روداد سنائی۔ میں چونکہ علی پور سے منتخب نمائندہ ہوں۔ لوگوں کے مسائل سننا اور حل کروانے میں مدد کرنا میرے فرائض منصبی میں شامل ہے اس لئے میں نے ان معززین کی شکایت کے ازالہ کے لئے موصوف آفیسر سے بذریعہ فون بات کرنا چاہی تو موصوف آفیسر نے میرا فون سننے سے انکار کر دیا۔ بعد میں میرے پاس بیٹھے ایک معزز شہری نے اپنے فون سے موصوف آفیسر کو فون کیا تو انہوں نے فون attend کر لیا اور اس نے اپنا معاملہ اس کے ساتھ discuss کیا۔ دوران گفتگو میرے پاس بیٹھے معزز شہری نے اپنے فون سیٹ کا سپیکر on کر دیا جس کے باعث تمام گفتگو مجھ سمیت وہاں بیٹھے تمام معززین نے سنی اور موصوف آفیسر نے مجھ سمیت تمام علاقے کے معززین کو غلیظ گالیاں نکالیں۔ یہ بات مجھے پہلے ہی بتائی گئی تھی کہ موصوف آفیسر ہر خاص و عام کو دفتر میں غلیظ گالیاں نکالتا ہے لیکن اب اس نے گالیاں نکال کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ انتہائی بد دماغ، مغرور اور بد تمیز آفیسر ہے۔ موصوف آفیسر کو متعدد مرتبہ فون کرنے پر اس نے attend نہ کیا بلکہ ٹال مٹول سے کام لیا اور دوسرے فون پر مجھے غلیظ گالیاں نکالیں۔ موصوف آفیسر کے اس رویہ کے باعث نہ صرف میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ اس نے اپنے رویہ اور گالیاں دے کر اس معزز ایوان کی بھی توہین کی ہے۔

لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ابھی موصول ہوئی ہے اور اس کا ابھی جواب نہیں آیا تو اس کو آپ pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: یہ pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 27 ملک محمد جاوید اقبال اعوان کی ہے۔ جی، ملک صاحب!

ڈی او زراعت ضلع خوشاب کی معزز رکن اسمبلی سے غلط بیانی اور نامناسب رویہ

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ منور حسین بخاری D.O زراعت ضلع خوشاب اور محمد اسلم Dy.D.O زراعت ضلع خوشاب 5۔اگست 2008 کو موضع خالق آباد ضلع خوشاب میں کریانہ کی دکان چلانے والے شیر دل ولد مختار کے پاس گئے اور اس سے ان کے ہمسایہ کپڑے کے دکاندار محمد اسلم کے بارے میں پوچھا کہ اس کے پاس زرعی ادویات ہیں تو اس نے بتایا کہ اس کے بارے میں مجھے پتا نہ ہے البتہ میرے گھر میں میری ذاتی فصلوں کے استعمال کے لئے میری ملکیتی دوائیاں پڑی ہیں جنہیں میں نے اس سیزن میں استعمال کرنا ہے۔ منور حسین کے کہنے پر وہ انہیں اپنے مکان پر لے گیا جہاں سے انہوں نے دوائیاں قبضہ میں لے لیں اور اسے چھ گھنٹے حبس بیجا میں رکھنے کے بعد تھانہ جوہر آباد لے گئے۔ تھانہ جوہر آباد میں پہلے سے موجود میرے حلقہ کے دو ووٹر حاجی نصیر اور حاجی حیات موجود تھے۔ احمد حیات نے تقریباً تین چار بجے میری بات منور حسین بخاری D.O زراعت خوشاب سے کروائی جس پر میں نے D.O سے کہا کہ یہ زمیندار ہیں اور انہوں نے اپنی ذاتی فصلوں کے استعمال کے لئے دوائیاں خرید کر رکھی ہوئی ہیں لہذا انہیں بے گناہ تنگ نہ کریں تو اس نے کہا کہ ان کے خلاف پرچہ درج ہو چکا ہے اور میں D.O ہوں اور آپ سے بہتر جانتا ہوں کہ یہ گناہ گار ہیں یا بے گناہ ہیں۔

آپ ہمیشہ غلط کام کرواتے ہیں، آپ کو پتا نہیں ہے۔ یہاں پر میرا حکم چلے گا اور وہی ہوگا جو میں چاہوں گا اور اس کے ساتھ ہی غصے سے فون بند کر دیا جبکہ اس وقت تک پرچہ درج نہیں ہوا تھا لیکن اس نے غلط بیانی سے کام لیا اور اس نے اپنی من مانی کرتے ہوئے رات کو تقریباً 12 بجے محمد اسلم کے خلاف بے بنیاد پرچہ درج کروا کر اپنا حاکم اعلیٰ ہونے کا ثبوت دیا اور انہیں کہا کہ اب آپ کو میری طاقت کا پتا چل جانا چاہئے کہ ایک ایم پی اے اور ایک آفیسر کے کیا اختیارات ہوتے ہیں اور ساتھ ہی افسران نے معزز اراکین اسمبلی کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ ان کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ یہ بھی ابھی recently موصول ہوئی ہے اس کے جواب کے لئے لکھا ہے اس کو بھی آپ pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو بھی pending کرتے ہیں۔ تحاریک استحقاقات ختم ہو گئیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 475 کلو صاحب کی ہے اور میرے خیال میں یہ پڑھی جا چکی ہے، اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا نمبر پکار دیں۔

جناب سپیکر: اس کا نمبر 475 ہے اور یہ پڑھی جا چکی ہے۔

تحصیل کینال ڈویژن میں موجودہ فلیٹ ریٹ آبیانہ پر غور و خوض کے لئے کمیٹی قائم کرنے کا مطالبہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جو جواب department کی طرف سے موصول ہوا ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔

حکومت پنجاب نے فصل خریف 2003 سے کاشتکاران کی آراء کی روشنی میں کابینہ کی منظوری مورخہ 10۔ جون 2003 کے تحت صد سالہ پرانا نظام آبیانہ جو کہ کاشتہ فصل کی بنیاد پر بنایا گیا تھا تبدیل کر کے فلیٹ ریٹ رائج کیا۔ سابقہ آبیانہ کا نظام بہت ہی پیچیدہ، غیر شفاف اور محکمہ انہار کے ریونیو عملہ کے مرہون منت تھا اور عملہ کے صوابدیدی اختیارات کی وجہ سے بالخصوص چھوٹے کاشتکاران استحصال کا شکار تھے جبکہ موجودہ فلیٹ ریٹ آبیانہ کا نظام شفاف اور عام فہم ہے اس نظام سے کاشتکاران عمومی طور پر مطمئن ہیں ۔فلیٹ ریٹ آبیانہ میں تمام ممکنہ عوامل کو مدنظر رکھا گیا ہے۔فلیٹ ریٹ آبیانہ صرف اس زمین پر لاگو ہوتا ہے جس کے لئے نہری پانی منظور ہے۔ نہروں کی ٹیلوں پر کمی و بیشی کے پیش نظر تمام نہروں کی بیس فیصد لمبائی میں موگہ جات سے آبپاش شدہ رقبہ کو پہلے ہی پچاس فیصد آبیانہ تشخیص کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی بھی وجہ سے پانی نہ ملنے یا کم ملنے یا موسمی اثرات سے فصلات متاثر ہونے کی صورت میں آبیانہ میں کمی یا معافی کا نظام موجود ہے۔ مزید برآں نہری آبپاشی کے لئے جو فلیٹ ریٹ مقرر کیا گیا ہے وہ دیگر وسائل سے آبپاشی اخراجات کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے۔ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کے دورہ بھکر مورخہ 25-3-2004 پر پبلک کے نمائندگان نے خصوصاً تھل کینال پر فلیٹ ریٹ ختم کرنے کا مطالبہ کیا تھا جس پر چیف انجینئر سرگودھا کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، موصوف بھی اس کمیٹی کے ممبر تھے۔ کمیٹی کی سفارشات پر سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مورخہ 30-5-2005 کو فلیٹ ریٹ قائم رکھتے ہوئے چار سال (فصل خریف 2003 تا ربیع 2006-07) کے لئے شرح آبیانہ میں درج ذیل کمی کی منظوری دی۔

برائے فصل خریف 85 روپے کی بجائے 55 روپے فی ایکڑ
برائے فصل ربیع 50 روپے کی بجائے 40 روپے فی ایکڑ

جناب سپیکر! اس میں جو department کا جواب ہے اس کے علاوہ بھی میں یہ گزارش کروں گا کہ ہاؤس میں جو معزز ممبر بیٹھے ہیں آپ ہاؤس کی sense لے لیں۔ کیونکہ آبیانے کا معاملہ پورے پنجاب سے متعلقہ ہے اور اس میں گورنمنٹ تبدیلی اسی صورت میں کر سکتی ہے اگر ہاؤس کی طرف سے کوئی clear cut guidance ہو۔ اگر ہاؤس کی sense ہو اور اس تحریک پر آپ بحث کے لئے کوئی وقت مقرر کرنا چاہیں اور پورے ہاؤس میں تمام ممبران جن کا

کاشتکاری سے براہ راست تعلق ہے یا جو اس معاملے کو سمجھتے ہیں اگر وہ اس پر بحث کرنے کے بعد گورنمنٹ کی کوئی بہتر guidance کریں تو حکومت اس کے مطابق act کرنے کے لئے تیار ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں پھر اس کو منظور کر لیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں نے تو کہا ہے کہ چونکہ یہ بڑی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو منظور کر لیا جائے؟

آوازیں: منظور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اگر Monday کو اجلاس ہوا تو پھر ہم Monday کو اس پر دو گھنٹے وقف کریں گے۔

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: اس میں شکریہ کی بات نہیں ہے، یہ سب کا مشترکہ معاملہ ہے۔ میرا شکریہ نہیں بلکہ آپ کا شکریہ جنہوں نے یہ اچھا point دیا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر ٹائم تھوڑا سا آگے لے جائیں تو بہتر ہوگا کیونکہ اس میں سارے دوستوں نے جو زمیندار ہیں تیاری کرنی ہے۔

جناب سپیکر: فی الحال جو میں نے بات کی ہے اس پر آپ مطمئن رہیں، اس کے بعد پھر دیکھیں گے۔ اب ہم سرکاری کارروائی کی طرف بڑھتے ہیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! میری تحریک کو out of turn لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! اب technically ایک تحریک admit ہو چکی ہے اس کے بعد اور کوئی admit ہو نہیں پائے گی۔ آپ کی تحریک کو ہم pending کر لیتے ہیں اور اس کو priority پر رکھ لیتے ہیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب! یہ بہت اہم معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! میری مجبوری ہے۔ آپ سیکرٹری اسمبلی کے پاس تشریف لے آئیں وہ آپ کو اس بارے میں guide کر دیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر
نئی حج پالیسی میں ایم۔این۔ایز اور سینیٹرز کی طرز پر ایم۔پی۔ایز کا بھی کوٹا مقرر کرنا

(---جاری)

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں آپ نے حج کوٹے کے بارے میں مہربانی کی تھی اور میں نے لاء منسٹر صاحب کو باقاعدہ فیڈرل گورنمنٹ کا اشتہار دکھا دیا تھا کہ پرائیویٹ حج آپریٹر سے 22۔اگست تک ان کی درخواستیں مانگی گئی تھیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ لاء منسٹر صاحب اس بات کو admit کریں کہ میں نے فیڈرل گورنمنٹ کا اشتہار انہیں دکھایا تھا اور یہ بھی بتایا جائے کہ کیا فیڈرل گورنمنٹ نے ایم پی ایز کو حج کوٹا دینے کا فیصلہ ابھی تک کیا ہے یا نہیں؟ یہ ہر ایم پی اے کا حق ہے۔ کل جب ہمیں صدر کے ووٹ کے لئے بلایا جا رہا ہے ہم پارلیمنٹ کا حصہ ہیں تو ہمیں بلایا جا رہا ہے۔ ایک حج کوٹے کے لئے آج تک فیڈرل گورنمنٹ کا ہمیں جواب نہیں دیا جا رہا ہے مجھے یہ جواب لے کر دیں تاکہ یہ فیصلہ ہو جائے کہ کیا یہ معزز ایوان پارلیمنٹ کا حصہ ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: اس میں تو کوئی شک نہیں ہے۔ آپ یہ ruling کہاں سے لے رہے ہیں؟ پارلیمنٹ کا حصہ کیوں نہیں ہے؟

شیخ علاؤالدین: اگر حج کوٹے میں سینیٹرز کو حصہ دیا جا سکتا ہے---

جناب سپیکر: وہ بات علیحدہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جن کو ہم صرف ٹی وی پر ہی دیکھنے کے مجاز ہیں جو ہمارا ووٹ لے کر بھی کبھی تشریف لانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم لوگوں کو ہر روز ملتے ہیں، آپ لوگوں کو ہر روز ملتے ہیں، آپ کا دل تو گورنر ہاؤس میں نہیں لگتا، آپ پیپلز ہاؤس میں جا کر بیٹھے رہتے ہیں۔ یہ ہمارا حق ہمیں کیوں نہیں لے کر دیتے؟ یا ہمیں گورنمنٹ کی طرف سے admit کرا دیں کہ ہم پارلیمنٹ کا حصہ نہیں ہیں تاکہ کل یہاں پر کوئی بھی نہ آئے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! آپ نے بات سن لی ہے یا ان سے دوبارہ کہلوایا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں سینئر منسٹر صاحب نے ذمہ داری لی تھی کہ وہ فیڈرل گورنمنٹ سے جواب لے کر دیں گے۔ باقی ہم نے بھی کوشش کی ہے جواب حاصل کرنے کی لیکن ہمیں تو انہوں نے جواب ہی دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ معزز ایوان پارلیمنٹ کا حصہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: No، ایسی بات نہیں ہے۔ یہ معزز ایوان ہے، یہ پارلیمنٹ کا حصہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے، اگر ہے تو پھر ہمارے سینئر منسٹر صاحب!۔۔۔

جناب سپیکر: وہ ایک علیحدہ بات ہے کہ آپ کی کوئی بات مانتا ہے یا نہیں مانتا؟

شیخ علاؤالدین: نہیں۔ جناب! یہ کیا بات ہوئی یہ ہمارا حق ہے۔

جناب سپیکر: وہ فیڈرل گورنمنٹ کا معاملہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: چلیں، پھر لاء منسٹر صاحب on the floor of the House یہ مان لیں کہ میں نے انہیں اشتہار دے دیا تھا اور میں نے اپنی بات ثابت کر دی تھی۔ وہ یہ بات مان لیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے اپنی بات آپ کو بتا دی ہے سینئر منسٹر صاحب میرے خیال میں باہر تشریف لے گئے ہیں اگر وہ آ جائیں تو آپ کی بات clear ہو جائے گی otherwise پھر صبر، شکر درگائے لیکھا۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں بھی شیخ صاحب کا جو مطالبہ ہے اور جو انہوں نے گزارش کی ہے اس کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کون تائید نہیں کرتا بشمول آپ کے، اس نیک کام کی کون تائید نہیں کرتا مجھے بتائیں؟ ہمارے ہاؤس کا کوئی ایسا ممبر نہیں ہے جو اس کو oppose کرتا ہو۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پھر آپ میری ایک بات add کر لیں کہ اگر یہ پنجاب کے ایم پی ایز کو کوٹا نہیں دیا جاتا، یہ ایک مذہبی فریضہ ہے ہمارے حلقے کی عوام بھی ہے، لوگ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں اور میں یہ بات on oath کرتا ہوں کہ لوگ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر پنجاب کے ایم پی ایز کو حج کا کوٹا نہیں دیا جاتا تو پورا ہاؤس اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ پھر ایم این ایز اور سینیٹرز کا کوٹا بھی ختم کر دیا جائے۔ ہم یہ بھرپور مطالبہ کرتے ہیں اور اس پر پرزور احتجاج کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اپنے استحقاق کی بات کریں، جن کو ملتا ہے ان کے بارے میں آپ کیوں ان کی پارٹی بنتے ہیں؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): دیکھیں!۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ مناسب نہیں ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے کتنی خوبصورت بات کی ہے کہ جواب بھی نہیں دیتے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے بات کی ہے، ہم اصولی مؤقف کی بات کرتے ہیں۔ ایم این اے ہو، سنیٹر ہو، وہ بھی elected آدمی ہیں۔ اگر وہاں پر یہ اصول کارفرما ہے کہ ان کو یہ حق دیا جاتا ہے۔ آپ بھی صوبہ میں یہاں پر elected ہیں اور آپ بھی یہاں پر صوبے کے قوانین بناتے ہیں، اگر وہاں پر پارلیمنٹ سپریم ہے تو صوبے میں یہ ہاؤس سپریم ہے تو اس لئے اگر اصول دیکھیں تو ایک ملک کے لئے ایک اصول ہونا چاہئے، دو اصول نہ بنائیں۔ جیسے یہ تھا کہ جب partition ہوئی تھی تو جو لوگ پنجاب سے یہاں پر migrate کر کے آئے تھے ان کو تو سارے documents ثبوت کے طور پر دینا پڑتے تھے اور ادھر کھوکھر پارک میں 1952 میں یہ قانون بنایا گیا تھا کہ ایک آدمی جب گواہی دے دے تو زمین اس کے نام الاٹ ہو جاتی تھی، ایک ملک میں دو قوانین تھے، اب بھی ایک ملک میں دو قوانین نہیں ہونے چاہیں، ایک ہی قانون ہونا چاہئے۔ اگر سنٹر میں یہ حق تسلیم کیا جاتا ہے تو صوبے میں بھی یہ حق تسلیم کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ جی! میرے خیال میں اس کمیٹی کو چیئر آپ کو کرنا چاہئے۔ ہم آپ کو اس کمیٹی کا ممبر بناتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں اس کے لئے تیار ہوں۔ دیکھیں! جو حق کی بات ہے اگر ہم حق کی بات نہیں کر سکتے تو ہمیں اس ہاؤس میں بیٹھنے کا کوئی حق نہیں۔ ہم کسی کے غلام نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: شاباش۔

سید ناظم حسین شاہ: ہمیں اپنے ضمیر کے مطابق بات کرنی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں کار خیر بھی ہے، ثواب بھی ہے اور ضمیر کی آواز بھی ہے اور ایک اصولی بات بھی ہے کہ یہ قانون اگر سنیٹر میں acceptable ہے، اگر سنیٹر کے لئے acceptable ہے تو provincial Assembly میں یہ کیوں acceptable نہیں ہے؟ قانون کو ایک جیسا ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: سینئر منسٹر صاحب تو تشریف لے گئے ہیں، رانا صاحب کیا خیال ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کو ہماری طرف سے اگر ہم یہاں سے شاہ صاحب کو delegation کے ساتھ direct بھیجیں جو وہاں جاکر ہماری proposal دے جو ہم نے بنائی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، شاہ صاحب کی سربراہی میں آپ ایک delegation بنادیں اور یہ جاکر ان سے بات کریں، کم از کم ان سے جواب ہی لے آئیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! انہوں نے یہاں اس ہاؤس میں سب کے سامنے ذمہ داری لی تھی پھر جب ان کے پاس یہ عہدہ ہے، سینئر منسٹر ہیں، انہوں نے یہاں یہ بات کی تھی وہ پورے ہاؤس کے سینئر منسٹر ہیں۔ آپ بھی پورے ہاؤس کے سپیکر ہیں، جناب لاء منسٹر بھی پورے ہاؤس کے لاء منسٹر ہیں تو اس لئے پورے صوبے کے ہیں اس لئے مجھے اس میں اعتراض نہیں ہے مگر میں یہ کہتا ہوں کہ ان کو بائی پاس کرنا اچھی بات نہیں ہوگی، آپ ان سے وضاحت لیں پھر اس کے اوپر اس ہاؤس کی کمیٹی بنائیں۔ صرف میرے ایک کے اوپر یہ sense of responsibility نہ ڈالیں، سب ہاؤس کی کمیٹی ہو پھر ہم جاکر مطالبات کریں گے۔ اس میں مجھے انکار نہیں ہے، میں یہ کام کرنے کے لئے

بالکل تیار ہوں مگر میں یہ کہوں گا کہ سینئر منسٹر صاحب سے پوچھیں اور اس کے بعد جو کمیٹی بنائیں وہ صرف ایک آدمی کی کمیٹی نہ ہو بلکہ پورے ہاؤس کی ہو۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ اس معاملے پر ہاؤس کی کمیٹی بنا دیں اور وہ فیڈرل گورنمنٹ سے بات کرے کیونکہ جو arguments محترم شاہ صاحب اور پہلے شیخ صاحب نے دیئے ہیں ان کا کوئی rebuttal نہیں ہے اور اس سے کسی کو انکار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ہم پھر ایسا کرتے ہیں۔۔۔

سردار شوکت حسین مزاری: جناب سپیکر! اس میں، میں تھوڑی سی گزارش کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی۔

سردار شوکت حسین مزاری: جناب سپیکر! میں اس چیز کی تائید کروں گا جو میرے دوست نے حج کوٹا کی بات کی ہے کیونکہ کل president کے الیکشن ہو رہے ہیں اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ سینئر منسٹر کو ابھی بلائیں اور ان سے commitment لیں، جو جو چیزیں فیڈرل سے منوانی ہیں وہ آج ہی منوا لیں کیونکہ یہ ایک اہم چیز ہے اس میں حج کوٹا بھی ہے، اس میں آپ کے پاسپورٹ کے issues بھی ہیں اور دوسرے بہت سارے issues ہیں۔ آج ہی ان سے commitment لے لیں۔ یہ بڑا اہم issue ہے اور حج سب سے اہم ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، ہم یہ نہیں کر سکتے۔ آپ اس کو الیکشن سے مشروط نہ کریں۔

سردار شوکت حسین مزاری: نہیں، الیکشن تو ہو رہا ہے ۔ میں تو اور بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اپنے استحقاق کی بات کریں۔ اس بات کو چھوڑیں۔ میں اس کے حق میں نہیں ہوں۔ سینئر منسٹر صاحب باہر تشریف فرما ہیں یا نہیں؟۔۔۔ پہلی بات تو ابھی مکمل ہونے دیں میرے بھائی میں چاہ رہا ہوں کہ سینئر منسٹر صاحب خدا کرے اُدھر ہوں تو اِدھر آ کر ہماری بات سن لیں۔ اس معزز ایوان نے متفقہ طور پر ایک بات یہاں کی تھی لیکن افسوس ہے کہ اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سینئر منسٹر صاحب باہر بیٹھے ہیں۔

ایک معزز رکن: جناب سپیکر! منسٹر صاحب لابی میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ آپ کی بات سن رہے ہیں، اگر اجازت دیں تو آپ ان کو بلائیں۔ دروازے کے باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اگر سن رہے ہیں تو انہیں آ جانا چاہئے۔

(اس مرحلہ پر سینئر منسٹر راجہ ریاض احمد ہاؤس میں تشریف لائے)

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ ضروری بات ہو رہی ہے۔ میں نے ان کو باہر سے بلوایا ہے۔ آپ تشریف رکھیں گے؟ kindly آپ تشریف رکھیں، بڑی مہربانی۔ جی، سینئر منسٹر صاحب! اس ہاؤس نے مکمل طور پر آپ سے گزارش کی تھی جب تمام حضرات یہاں تشریف فرما تھے۔ حج کوٹا کے بارے میں کوئی کچھ کہہ رہا تھا، کوئی کچھ کہہ رہا تھا لیکن ہم آپ سے سننا چاہتے ہیں کہ اس میں کوئی پیشرفت ہوئی؟ آیا اس بارے میں اس ایوان کا کوئی استحقاق ہے یا نہیں، کیا ان کو حج کوٹا ملنا چاہئے یا نہیں اس بارے میں آپ کی فیڈرل گورنمنٹ سے کیا پیشرفت ہوئی؟ اس بارے میں آپ ان سب بھائیوں کو بتادیں کیونکہ وہ اس بات کے منتظر ہیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و برقی قوت (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مجھے ابھی پتا چلا ہے، جس طرح یہاں پر ابھی کمیٹی کی بات ہوئی ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ کمیٹی بنادیں۔

شیخ علاؤالدین: آپ پہلے یہ کمیٹی بنا دیتے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و برقی قوت (راجہ ریاض احمد): پہلے کی بات یہ ہے کہ یہ ہماری بدقسمتی ہے اور انتہائی افسوس کی بات ہے کہ ہم کبھی بھی حقیقت کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ میں نے پچھلی دفعہ یہ عرض کی تھی کہ اس دفعہ بہت دیر ہو گئی ہے تو سارا ایوان میرے خلاف بولنا شروع ہو گیا تھا۔ میں اس پر بات نہیں کرنا چاہتا۔ ایک بات کا میں پورے ایوان سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگلے سال ہر ایم پی اے کو پانچ پانچ سیٹوں کا کوٹا ملے گا۔ یہ میرا پورے ہاؤس سے وعدہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ پارلیمنٹ پوری کی پوری تب complete ہوتی ہے جب چاروں صوبائی اسمبلیاں، سینیٹ اور قومی اسمبلی شامل ہو تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ابھی کوئی دیر نہیں ہوئی اس وقت بھی جو tourists ہیں، جو tourist visa

والے ہیں اس وقت بھی ان کو کوٹا مل رہا ہے، اب بھی مل رہا ہے تو راجہ صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ ابھی کمیٹی بن جائے اور ابھی بات کریں اور اسی سال سے یہ لے کر دیں۔انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہمت نہ ہاریں۔یہ آگے لگیں گے تو انشاء اللہ مل جائے گا۔اسی سال سے مل جائے گا۔ Thank you Sir.

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ کمیٹی میں سینئر وزیر صاحب تو ہیں، ٹھیک ہے۔اس کے علاوہ ناظم حسین شاہ صاحب، شیخ علاؤالدین صاحب!

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر منڈا صاحب!

جناب سپیکر: یہ آپ پھر خود ہی بنالیں۔حاجی محمد اسحاق صاحب!

وزیر مال و ریلیف(حاجی محمد اسحاق): لاء منسٹر کا ہونا ضروری ہے۔میرا ہونا ضروری نہیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب اور۔۔۔

وزیر خوارک، صحت اور مواصلات و تعمیرات(ملک ندیم کامران): کوئی جوڑ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بنتا تو نہیں ہے لیکن بنا لیتے ہیں۔لاء منسٹر صاحب اور اپوزیشن سے محترمہ آمنہ الفت صاحبہ۔اپوزیشن کے ایک اور صاحب تھے وہ کدھر گئے؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و برقی قوت(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! قومی اسمبلی فتح کرنی ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، بات کرنی ہے، تمام کی نمائندگی ہونی ہے۔ایسے نہ کہیں۔ ٹھیک ہے بس آپ کی طرف سے سب ہو گئے ہیں؟ یہ میں نے نام لکھوا دیئے ہیں۔آپ نے لکھ لئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے یہ کمیٹی ترتیب دے دی ہے اس میں میری ایک request ہے کہ اس کمیٹی کا جو result ہے یا جو اس کی وہ efforts ہیں وہ fruitful اسی صورت میں ہوں گی کہ آپ مقرر کریں کہ سینئر منسٹر صاحب جو ہیں وہ وفاقی وزیر مذہبی امور سے within a week ٹائم لے کر کمیٹی کے ممبران کو ساتھ لے کر جائیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کی یہ تجویز بالکل ٹھیک ہے۔ آپ ایک time fix کریں۔ میں سب ممبران کو لے کر جاؤں گا اور ہم ان سے گزارش کریں گے، ان کی جو تجویز ہے کہ آپ ایک time fix کر دیں کیونکہ ٹائم پہلے بہت کم رہ گیا ہے۔

جناب سپیکر: اس میں سردار شوکت حسین مزاری صاحب کو بھی رکھیں۔۔۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! علی اصغر منڈا صاحب کو بھی رکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، علی اصغر منڈا صاحب کو بھی ضرور رکھیں گے۔ آپ کے ذمے بوجھ کافی ہو گیا ہے، ایک اور رہ گیا ہے۔ کدھر گئے ہیں لغاری صاحب؟

میاں یاور زمان: لغاری صاحب کا نام لکھ لیں۔

جناب سپیکر: محسن لغاری صاحب کدھر ہیں؟ نہیں، ویسے نام نہ لکھیں کہ وہ کہیں کہ میں نہیں جاتا۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! لغاری صاحب کا نام لکھ دیں، وہ جائیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے یہ کمیٹی مکمل ہوئی۔ within seven days آپ ان سے رابطہ کر کے ان کو وہاں لے جائیں یا انہیں یہاں بلا لیں۔

میاں یاور زمان: جناب سپیکر! ان کو صبح کے لئے پابند کریں۔

سرکاری کارروائی

(رپورٹیں جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: صبح، نہیں، نہیں۔ آپ ایسا نہ کریں، ٹائم دینا چاہئے۔ جی، میرے خیال میں اب ہم آگے چلتے ہیں، سرکاری کارروائی کا کام شروع کرتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، حضرت آپ فرمائیے گا۔ بڑی دیر سے آپ کھڑے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! thank you.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی بات سن لیں۔اس کے بعد پھر اس کو لے کر آئیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے جس پر کمیٹی بنائی جائے ۔آپ kindly اپنے آفس میں جا کر میڈم سپیکر کو فون کریں۔یہ اتنا بڑا issue نہیں ہے کہ اس پر کمیٹی بنائی جائے اور وہ اسلام آباد جائے۔آپ کے ایک فون پر سب کچھ ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ issue طے ہو چکا ہے۔آپ اس کو چھوڑیں، بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ thank you بس ٹھیک ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے کہا تھا کہ تحریک التوائے کار کا میں جواب دوں گا۔ میری تحریک التوائے کار کا نمبر 486 ہے۔

جناب سپیکر: اس سے کافی آگے گزر چکے ہیں، اب اس کو چھوڑ چکے ہیں۔آپ اس وقت کہاں تھے؟ بھائی، آپ ٹائم کا خیال رکھیں۔اب آئندہ محتاط رہیں جب سیشن آئے گا تو پھر انشاء اللہ اس پر بات کریں گے۔جی، لاء منسٹر صاحب!

سال 2006 کے لئے پنجاب کے میڈیکل اور ہیلتھ کے اداروں کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana ullah Khan): I move to lay the Annual Performance Reports of Medical and Health Institutions in the Punjab for the year 2006.

MR. SPEAKER: The Annual Performance Reports of Medical and Health Institution in the Punjab for the year 2006 have been laid.

اسمبلی چیمبرز کو صدر کے الیکشن کے لئے الیکشن کمیشن کو بطور پولنگ سٹیشن استعمال میں دینے کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 قاعدہ 240 کے تحت تحریک کا پیش کیا جانا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر 240 کے تحت اسمبلی چیمبر کو مورخہ 6۔ستمبر 2008 کو صدارتی الیکشن کے سلسلے میں بطور پولنگ سٹیشن استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر 240 کے تحت اسمبلی چیمبر کو مورخہ 6۔ستمبر 2008 کو صدارتی الیکشن کے سلسلے میں بطور پولنگ سٹیشن استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر 240 کے تحت اسمبلی چیمبر کو مورخہ 6۔ستمبر 2008 کو صدارتی الیکشن کے سلسلے میں بطور پولنگ سٹیشن استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت سال 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے انگور اڈا میں اتحادی افواج کی جانب سے زمینی کارروائی کی مذمت سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت سال 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے انگور اڈا میں اتحادی افواج کی جانب سے زمینی کارروائی کی مذمت سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت سال 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے انگور اڈا میں اتحادی افواج کی جانب سے زمینی کارروائی کی مذمت سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قرارداد

انگور اڈا میں اتحادی فوج کے حملے کی مذمت اور شہید ہونے والوں کے لواحقین کے ساتھ یکجہتی اور ہمدردی کا اظہار

جناب سپیکر: جی، لا منسٹر صاحب قرارداد پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان انگور اڈا میں اتحادی فوج کی جانب سے کی جانے والی زمینی کارروائی کی شدید مذمت کرتا ہے اور نہ صرف اسے ایک سنگین مجرمانہ فعل تصور کرتا ہے بلکہ پاکستان کی خود مختاری اور حاکمیت پر براہ راست حملہ سمجھتا ہے۔

یہ ایوان اس کارروائی میں شہید ہونے والے بے گناہ افراد کے لواحقین سے مکمل اظہار یکجہتی اور اظہار ہمدردی کرتا ہے۔"

یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ اس معاملہ کو اقوام متحدہ میں اٹھایا جائے اور اس کے ذمہ داران کو تنبیہ کی جائے اگر وہ آئندہ ایسی کارروائی کی گئی تو حکومت پاکستان دہشتگردی کے خلاف جنگ میں تعاون پر نظرثانی پر مجبور ہو گی۔

اس قرارداد میں قائد حزب اختلاف نے بھی اس پر sign کئے ہیں، محسن لغاری صاحب نے بھی sign کئے ہے اور سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب نے بھی sign کئے ہے تو اس میں میری یہ گزارش ہے کہ اس میں ایک تو جو movers صاحبان ہیں ان کو اور ان کے علاوہ بھی اگر کوئی ممبر اظہار خیال کرنا چاہے تو اس کی ان کو اجازت دی جائے۔"

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: میری گزارش ہے کہ یہ انگور اڈا والے واقعے کے بعد کل پھر ایک واقعہ اسی نوعیت کا دوبارہ ہوا کہ باجوڑ شمالی وزیرستان کے گاؤں میں پھر ایک رکٹ داغا گیا اور ایک گھر کے چھ افراد کو لقمہ اجل بنا دیا گیا۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آج کے اس جدید دور میں یا تو پھر فیڈرل گورنمنٹ یا کچھ ہاتھ ہم سے اس بات کو چھپائے بیٹھے ہیں کہ ان کے اندرون خانہ کوئی معلامات طے ہیں کیونکہ اس سے ملک کے عام شہری کا آئے دن نقصان ہو رہا ہے۔ میں بات کر رہا ہوں اگر مہربانی فرمائیں مجھے بات مکمل کرنے دیں، پھر floor آپ کسی اور دیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چلیں، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہئے۔ یہ قرارداد آپ کی متفقہ جا رہی ہے تو ایک دوسرے کا اس میں بڑا خیال رکھنا چاہئے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ قرارداد چونکہ متفقہ طور پر پیش کی گئی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم سب کو اس پر افسوس ہے اور اپوزیشن کی طرف سے اور تمام دوستوں کی طرف سے یہ متفقہ طور پر ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کسی بحث کی ضرورت

ہے اور نہ ہی اس پر لمبی چوڑی تقریروں کی ضرورت ہے اس کو مہربانی کر کے منظور فرمایا جائے اور وفاقی حکومت سے اپیل کی جائے کہ اس طرح کے واقعات جو ہیں ان کو روکا جائے۔

میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ پہلے بھی procedure یہی ہوتا ہے اور اس پر کسی قسم کی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں نے تو پوچھنا ہے کیونکہ۔۔۔ جی، Leader of the Opposition.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! راجہ صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے اس سے اتفاق کیا جا سکتا ہے کہ یہ بحث کی بات نہیں ہے لیکن لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ اگر signatories میں سے کوئی بات کرنا چاہے تو کر لے لہذا میں اسی حوالے سے چند کلمات عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: اختلافی بات نہیں ہونی چاہئے۔ آپ اس میں کسی پارٹی سے اختلاف کی بات نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جی، بالکل اختلافی بات نہیں ہونی چاہئے۔ میں اس ضمن میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ تمام ملک اور صوبے میں جو اضطراب پایا جاتا ہے ہم بھی اس میں شامل ہیں۔ اس میں ایک بات لکھی گئی ہے کہ اگر یہ باتیں دہرائی جاتی رہیں تو دہشت گردی کے حوالے سے نیٹو افواج کے ساتھ پاکستان کا جو تعاون چل رہا ہے اسے withdraw کیا جائے۔ میرے خیال میں یہ بڑی important بات ہے اور اس پر زور دینا چاہئے۔ اس کے علاوہ ایسے واقعات جو لوگوں کے ذہنوں میں اضطرابی کیفیت پیدا کرتے ہیں جیسے بلوچستان میں پانچ خواتین کو زندہ دفن کر دیا گیا۔ میرے خیال میں اس کے لئے بھی ایک قرارداد آنی چاہئے۔ یہاں پُرامن اور well related پیار و محبت والی سوسائٹی بنانے کے لئے جو بھی اقدامات کئے جائیں گے ہم سب متفقہ طور پر ایسی قراردادوں کو welcome کہیں گے۔ شکریہ

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! ہم اس مذمتی قرارداد کے ساتھ وفاقی حکومت کو یہ تجویز بھی دیتے ہیں کہ جیسے اگر ان کے کسی آدمی کے ساتھ واقعہ پیش آ جائے تو وہ ڈیرہ غازی خان سے ہمارا آدمی لے جا کر اسے موت کی سزا دے دیتے ہیں اس لئے آج جو ہمارے آدمی شہید ہو رہے ہیں اس کے لئے بھی کوئی قانون اور طریق کار وضع کیا جائے اور اس نقصان کی ذمہ داری ان پر ڈالی جائے،

انھیں بھی اس بات کا جواب دینا چاہئے۔ ہماری تعزیرات کے مطابق اس بات کا ان پر مقدمہ درج کیا جائے۔اگر افغانستان میں کوئی واقعہ ہو تو کیوبا اور نیویارک میں اس کا کیس چلتا ہے لیکن ہمارے جو بے گناہ لوگ شہید ہو رہے ہیں ان کی جانوں اور اس ملک کی سلامتی کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے۔میں استدعا کرتا ہوں کہ وفاقی حکومت سے اس بارے میں سفارش کی جائے کہ کوئی ایسا قانون وضع کیا جائے کیونکہ جب تک انھیں اس بات کا خمیازہ ادا نہیں کرنا پڑے گا تب تک وہ باز نہیں آئیں گے۔اگر اس ایوان میں بیٹھے ہوئے کسی آدمی کا بھائی یا بیٹا وہاں ہوتا تو پھر اس کے تاثرات کچھ اور ہوتے۔اگر آج یہ محسوس کریں کہ وہ گھر ہمارا ہے، وہ بچے ہمارے ہیں، وہ ہمارا خون ہے، وہ اس ملک کے شہری ہیں تو ان کی عزت، وقار اور ملک کی سلامتی کے لئے تمام چیزوں کو پیچھے رکھ کر ملکی سلامتی کو پہلا نمبر دے کر چاروں صوبوں کی عوام قطع نظر سیاسی جماعتوں سے اس ملک کی سلامتی کے لئے وہ اقدام اٹھائیں کہ پھر کوئی دوبارہ اس بات کی جرأت نہ کر سکے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے بھی خلاف ورزیاں ہوتی رہی ہیں لیکن اس دفعہ یہ جو زمینی حملے کا واقعہ ہوا ہے اس طرح کی یہ پہلی دفعہ خلاف ورزی ہوئی ہے۔ پچھلے دور میں جو خارجہ پالیسی بنی تھی یہ بڑے عرصے سے چلی آ رہی ہے۔لہذا میں تجویز پیش کروں گا کہ اس قرارداد مذمت میں یہ بھی اضافہ کر دیا جائے کہ جو یہ سلسلہ چل رہا ہے اگر یہ نہیں رکتا تو پھر جو ہم اتحادی بنے ہوئے ہیں اور لگاتار گھاٹے میں ہیں اور نقصان اٹھا رہے ہیں۔جسے دہشت گردی کا نام دیا گیا ہے حالانکہ ہم نہیں سمجھتے کہ کوئی دہشت گرد ہیں یا کوئی دہشت گردی ہو رہی ہے تو ہم جو پچھلے آٹھ سالوں سے اس دہشت گردی کی جنگ میں اتحادی بنے آ رہے ہیں میری تجویز ہے کہ خارجہ پالیسی کا از سر نو جائزہ لے کر دوبارہ سے متعین کی جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! یہ واقعہ normal ignore کرنے کا نہیں ہے بلکہ یہ ایسا واقعہ ہے جس پر ہم سب نے مل کر ایک لائحہ عمل frame کرنا ہے۔یہ انگور اڈا کا پہلا واقعہ

نہیں ہے بلکہ اس قسم کی تقریباً بیس پچیس وارداتیں ہو گئی ہیں لیکن یہ پہلی بار پریس اور ٹیلی ویژن میں آیا جس سے پوری قوم کو اس کا پتا لگ گیا ہے کہ انگور اڈے پر امریکن نے physically آ کر air bomb platoon land کی ہے وہ وہاں پر نکلے ہیں انھوں نے لوگوں کو target کیا ہے، پورے علاقے کو destroy کیا ہے اور وہ تقریباً بیس سے پچیس منٹ اس علاقے میں رہے ہیں پھر واپس چلے گئے ہیں- ہم کب تک tolerate کریں گے ؟ یہ تو امریکن کا پاکستان کے خلاف ایک بہت بڑا grand design ہے وہ پاکستان کو ختم کرنا چاہتے ہیں- کیا ہم قرار دادیں پاس کرتے جائیں گے اور لوگ سنتے جائیں گے کہ ہم نے قرار داد پاس کی ہے-

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ اپنے حفظ وامان میں رکھے-

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! قرار داد اس مسئلے کا کوئی solution نہیں ہے- ہمیں اس قرار داد میں یہ include کرنا چاہئے کہ وہاں پر جو پاکستان کی فوج ہے he should hit back جب تک پاکستانی فوج hit back نہیں کرے گی تو یہ سلسلہ ایسے ہی چلتا رہے گا- لہذا میری آپ سے اور پوری اسمبلی سے درخواست ہے کہ وہاں پر جو پاکستانی فوج اپنے لوگوں کو مار رہی ہے وہ ختم کرے اور ان لوگوں کو target کرے جو پاکستان کی sovereignty کو violate کرنا چاہتے ہیں- شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ-

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر-

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں- بڑی مہربانی- اس پر تقاریر ہو گئی ہیں اور میں نے سن لی ہیں- راناصاحب! قائد حزب اختلاف نے بلوچستان میں پانچ خواتین کو زندہ دفن کرنے کے حوالے سے جو بات فرمائی ہے کیا آپ اس کے لئے کوئی علیحدہ قرار داد لائیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہماری خواتین بہنیں اس پر علیٰحدہ قرار داد لانا چاہتی ہیں- اس قرار داد کے بعد اسے take up کر لیں-

جناب سپیکر: چلو ٹھیک ہے-

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: اس کے بعد-

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری طرف سے ایک قرارداد آئی ہے اور یہ بہت ہی توجہ طلب ہے اور اتنی زیادتی ہوئی ہے۔لہذا اسے یہاں ہماری طرف سے highlight ہونا چاہئے۔اس پر قرارداد آچکی ہے۔اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں گے تو وہ پیش ہو جائے گی۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں قرارداد پیش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ قرارداد بھی مشترکہ کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ مشترکہ قرارداد ہو گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پہلے اس قرارداد پر ووٹنگ ہو جائے پھر دوسری قرارداد آئے گی۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> ”پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان انگور اڈا میں اتحادی فوج کی جانب سے کی جانے والی زمینی کارروائی کی شدید مذمت کرتا ہے اور نہ صرف اسے ایک سنگین مجرمانہ فعل تصور کرتا ہے بلکہ پاکستان کی خود مختاری اور حاکمیت پر براہ راست حملہ سمجھتا ہے۔
>
> یہ ایوان اس کارروائی میں شہید ہونے والے بے گناہ افراد کے لواحقین سے مکمل اظہار یکجہتی اور اظہار ہمدردی کرتا ہے۔
>
> یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ اس معاملہ کو اقوام متحدہ میں اٹھایا جائے اور اس کے ذمہ داران کو تنبیہہ کی جائے کہ اگر آئندہ ایسی کارروائی کی گئی تو حکومت پاکستان دہشت گردی کے خلاف جنگ میں تعاون پر نظر ثانی پر مجبور ہو گی۔“

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! یونائٹڈ نیشن کس کا ادارہ ہے؟ You think United Nations is going to save for U.S. آپ اس قرار داد سے یونائیٹڈ نیشن کو نکالیں we should retaliate آپ اس قرار داد میں پاکستان آرمی کو اپیل کریں کہ وہ جوابی کارروائی کریں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! ہمیں hit back کرنا چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں کرنل صاحب کا بہت احترام کرتا ہوں میں ان کے جذبات کا بھی احترام کرتا ہوں لیکن یہ اس ادارے کے بارے میں لکھا گیا ہے جس ادارے سے ہم ابھی تک مقبوضہ کشمیر کے لئے توقع رکھے ہوئے ہیں اور ہم ساٹھ سال سے بار بار وہاں جا رہے ہیں۔ ہم جب تک اس ادارے کے ممبر ہیں اس کی نفی نہ کریں۔ ہمیں وہاں سے انصاف نہیں ملتا لیکن ہم highlight کریں گے کہ ہمیں وہاں سے redress نہیں ملتا۔ آپ اس کو ایسے کیوں چھوڑ رہے ہیں؟ اگر redress نہیں ملے گا تو پھر اس پر قرار داد لے کر آئیں گے۔ ہم نے اپنا role play کرنا ہے۔ ہم نے کسی کو ویسے ہی نہیں چھوڑ دینا۔ جو چیز pin point کرنے والی ہے وہ وہاں جائے کیونکہ ہم اس کے ممبر ہیں، ہم بطور ممبر وہاں پر مطعون ہوتے ہیں ہم بطور ممبر وہاں مظلوم ہیں اور ہمیں بطور ممبر وہاں پر نہیں سنا جاتا پھر جب تک ہم اس کے ممبر ہیں ہم اپنے تمام معاملات وہیں پر highlight کریں گے۔ چونکہ یہ قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جا چکی ہے اس لئے اسے پڑھیے، اس کے بعد اگر کوئی علیٰحدہ قرار داد لانا چاہتے ہیں تو لائے ہم آپ کو support کریں گے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سامنے آگئی ہے اور ہم نے سن لی ہے اب تشریف رکھیں۔ دیکھیں جذبات میں نہیں بہنا چاہئے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! جذبات کی بات نہیں پاکستان کی بات ہے۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! میری بات سنیے۔ جب آپ اس ادارے کے ممبر ہیں تو پھر اس میں بیٹھ کر آپ اس کو اچھی طرح سے دبوچ سکتے ہیں اور اپنی بات منوا سکتے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! آپ تاریخ کو دیکھ لیں۔ United Nations نے ابھی تک آپ کو کیا دیا ہے؟ 1965 کی لڑائی دیکھیں، 1971 کی لڑائی دیکھیں، کارگل کے اوپر دیکھیں، کہاں United Nations نے آپ کی مدد کی ہے؟

جناب سپیکر: میرے بھائی ہم اپنی recommendations وفاقی حکومت کو بھیج رہے ہیں، اگر اس میں کوئی کمی بیشی ہو گی تو وہ اس کو درست کر لیں گے۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! United Nations کیا کرے گی؟ میں اس کے حق میں نہیں ہوں۔ اس قرارداد کو United Nations بھیجنے کی بجائے خود کچھ کریں۔

جناب سپیکر: جلال دین ڈھکو صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! افغانستان میں جو allied forces آئی ہوئی ہیں یہ United Nations کے resolution کے تحت ہی آئی ہیں اور ہم اسی ادارے میں جا رہے ہیں۔ ہمیں وفاقی حکومت کو یہ recommendations دینی چاہئیں کہ National Security Policy بنائی جائے جو ابھی تک واضح نہیں ہو سکی۔ کیا یہ short and targeted ہو گی یا prolong and sustained ہو گی؟ ہماری ایئر فورس کی تاریخ میں تین بار ایسے مواقع آئے کہ جن پر فخر کیا جا سکتا ہے۔ 1965 کی جنگ، 1971 کی جنگ اور تیسرا موقع وہ تھا جب سوویت یونین۔۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ اپنی حکومت کو support کر رہے ہیں، آپ اپنی مرکزی حکومت کو قرارداد بھجوا رہے ہیں۔ آپ direct United Nations کو نہیں کہہ رہے ہیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: وفاقی حکومت کو یہ recommendations بھیجیں کہ قومی اسمبلی میں اس پر بحث ہونی چاہئے، ایک National Security Policy بنائی جائے اور پھر اس پر عمل درآمد کیا جائے۔

جناب سپیکر: ہم اپنے جذبات وفاقی حکومت کو بھیج رہے ہیں۔ انشاءاللہ مرکزی حکومت اس کے مطابق ضرور عمل کرے گی۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! اس ضمن میں میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں یہ قرارداد قطعی طور پر قبول نہیں ہے۔ United Nations کو بھیجی جانی والی قرار داد کی ہم support نہیں کر سکتے۔ وہاں پر ہماری آرمی کا direct hit ہونا چاہئے۔ کیا آپ بے غیرت قوم ہیں؟ بار بار آپ پر حملے ہو رہے ہیں، غیر ملکی فوجیں حملے کر رہی ہیں اور آپ اس کو برداشت کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ہمیں یہ قرارداد منظور نہیں ہے اور میں اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ صاحب! اس قرارداد کے بارے میں کرنل شجاع خانزادہ اور ڈھکو صاحب نے جو تجاویز دی ہیں ان کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو قرارداد یہاں ہاؤس سے پاس ہو گی وہ رولز کے مطابق ہی ہو گی اور رولز کے مطابق ہم کوئی مطالبہ وفاقی حکومت سے ہی کر سکتے ہیں۔ ہم آرمی سے یہ مطالبہ نہیں کر سکتے کہ وہ اپنے force of action کو تبدیل کر لے یا وہ اس طرح سے direct hit کریں۔ ویسے بھی آپ question put کر چکے ہیں۔ اب اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: جی، ہاں! میں question put کر چکا ہوں۔ اس قرارداد کی کسی نے مخالفت تو نہیں کی؟

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے، میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور ہونے دیں۔ ہم حکومت پاکستان کو یہ قرارداد بھیج رہے ہیں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس کا فائدہ ہے۔ ہم نے اپنے cause کو مضبوط کرنا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

سردار شوکت حسین مزاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ قرارداد بھیجنا اس لئے بھی ضروری ہے کیونکہ ہم یہ پیغام اپنے ان بھائیوں کو دینا چاہتے ہیں جن سے یہ زیادتی ہو رہی ہے۔ پنجاب

اسمبلی سے اگر یہ قرارداد منظور ہو کر جائے گی تو یہ ان لوگوں کے حق میں جائے گی جن کے ساتھ یہ ظلم ہو رہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی جلال الدین ڈھکو سے درخواست کروں گا کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور ہونے دیں تاکہ جن کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے ان کے ساتھ اظہار ہمدردی ہو سکے۔

جناب سپیکر: مزاری صاحب! آپ ماشاءاللہ اس ایوان کے ڈپٹی سپیکر رہ چکے ہیں۔ ہم یہ قرارداد وفاقی حکومت کو بھجوا رہے ہیں۔ پنجاب اسمبلی نے قواعد و ضوابط کے مطابق ہی اس کو بھجوانا ہے۔ آپ سب تشریف رکھیں۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان انگور اڈا میں اتحادی فوج کی جانب سے کی جانے والی زمینی کارروائی کی شدید مذمت کرتا ہے اور نہ صرف اسے ایک سنگین مجرمانہ فعل تصور کرتا ہے بلکہ پاکستان کی خود مختاری اور حاکمیت پر براہ راست حملہ سمجھتا ہے۔

یہ ایوان اس کارروائی میں شہید ہونے والے بے گناہ افراد کے لواحقین سے مکمل اظہار یکجہتی اور اظہار ہمدردی کرتا ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ اس معاملے کو اقوام متحدہ میں اٹھایا جائے اور ان کے ذمہ داران کو تنبیہہ کی جائے کہ اگر آئندہ ایسی کارروائی کی گئی تو حکومت پاکستان دہشت گردی کے خلاف جنگ میں تعاون پر نظر ثانی پر مجبور ہو گی"۔

جو اس قرارداد کے حق میں ہیں وہ "ہاں" کہیں اور جو اس کے خلاف ہیں وہ "ناں" کہیں

(ایوان کی اکثریت نے "ہاں" کہا)

COL(RETD)SHUJA KHANZADA:Sir,I say 'Noes'

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: "ناں"۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔آپ نے اس کی مخالفت کر دی۔ یہ ریکارڈ پر گئی ہے۔اب آپ تشریف رکھیں۔ویسے مجھے بڑاافسوس ہے کہ آپ دودوستوں نے اس کی مخالفت کی ہے۔آپ کو پہلے بات کرنی چاہئے تھی۔جب قرارداد پیش کی گئی تھی تواس وقت آپ کو مخالفت کرنی چاہئے تھی۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! ہم اس قرارداد کو بھجواکر U.N.O سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکیں گے۔سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جو غیر ملکی افواج پاکستان کے اندر ہیں ان کے بارے میں مرکزی حکومت کیا کر رہی ہے؟ کل افغانی فوجی پاکستانیوں کو مارتے ہوئے پکڑے گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: چوہان صاحب!پلیز اب آپ تشریف رکھیں۔آپ نے مخالفت کر دی ہے، بات ہو گئی ہے۔

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میں اس قرارداد کے خلاف نہیں ہوں لیکن میرا یہ احتجاج ہے کہ اس قرارداد پر بات کرنے کے لئے خواتین کو موقع نہیں ملا۔یہ بات بھی صحیح ہے کہ قراردادیں پاس کرنے سے ملک کے حالات میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔اس قرارداد کی افادیت کا ہمیں بتایا جائے؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔وہ بات ختم ہو چکی ہے، قرارداد منظور ہو چکی ہے۔اگلی قرارداد محترمہ عارفہ خالد صاحبہ، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔اگر کسی اور نے اپنا نام اس قرارداد میں شامل کروانا ہے تو کروا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر مسرت حسن: جناب سپیکر! میرا نام بھی اس میں شامل کر لیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! مجھے بھی اس میں شامل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: چودھری علی اصغر منڈا، وزیر قانون، محترمہ فوزیہ بہرام، ڈاکٹر مسرت حسن، محترمہ شمیلہ اسلم کے نام بھی اس میں شامل کر لئے جائیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! چونکہ یہ خواتین سے متعلقہ قرارداد ہے اس لئے اس میں ایوان کی تمام خواتین کو شامل کیا جائے۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ قرارداد تمام خواتین اور مرد ممبران کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ عارفہ خالد صاحبہ! آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

''قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے صوبہ بلوچستان میں خواتین کو زندہ درگور کرنے سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔''

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

''قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے صوبہ بلوچستان میں خواتین کو زندہ درگور کرنے سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔''

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

''قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے صوبہ بلوچستان میں خواتین کو زندہ درگور کرنے سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

قرارداد

صوبہ بلوچستان میں پانچ خواتین کو زندہ درگور کرنے کی پُرزور مذمت

جناب سپیکر: اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں گی۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"صوبہ بلوچستان میں پانچ خواتین کو گولیاں مار کر زخمی حالت میں زندہ درگور کیا گیا۔ یہ عمل نہ صرف اسلام کے منافی ہے بلکہ معاشرے میں موجود جاہلیت

کا عکاس کرتا ہے۔ اس مجرمانہ بہیمانہ اور ظالمانہ فعل کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے صوبائی اسمبلی پنجاب، صوبہ پنجاب کے عوام اور بالخصوص خواتین کی طرف سے قرار داد مذمت پیش کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ دعا گو بھی ہیں کہ آئندہ اس طرح کا واقعہ نہ ہو"۔

جناب سپیکر: اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"صوبہ بلوچستان میں پانچ خواتین کو گولیاں مار کر زخمی حالت میں زندہ در گور کیا گیا۔ یہ عمل نہ صرف اسلام کے منافی ہے بلکہ معاشرے میں موجود جاہلیت کا عکاس کرتا ہے۔ اس مجرمانہ بہیمانہ اور ظالمانہ فعل کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے صوبائی اسمبلی پنجاب، صوبہ پنجاب کے عوام، بالخصوص خواتین اور مرد حضرات کی طرف سے قرار داد مذمت پیش کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ دعا گو بھی ہیں کہ آئندہ اس طرح کا واقعہ نہ ہو"۔

یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ قرار داد مردوں اور خواتین کی طرف سے متفقہ ہے۔ اس کے اندر جو لفظ استعمال کیا گیا ہے بالخصوص خواتین۔۔

جناب سپیکر: سب کا متفقہ ہو گا۔ آپ اس میں شامل ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: قرار داد کے اندر جو لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ بالخصوص خواتین ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ سب کی طرف سے مشترکہ ہے۔ اب میں سوال پیش کرتا ہوں۔ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"صوبہ بلوچستان میں پانچ خواتین کو گولیاں مار کر زخمی حالت میں زندہ در گور کیا گیا۔ یہ عمل نہ صرف اسلام کے منافی ہے بلکہ معاشرے میں موجود جاہلیت کا عکاس کرتا ہے۔ اس مجرمانہ بہیمانہ اور ظالمانہ فعل کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے صوبائی اسمبلی پنجاب، صوبہ پنجاب کے عوام، بالخصوص خواتین اور مرد

حضرات کی طرف سے قرار داد مذمت پیش کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ
دعا گو بھی ہیں کہ آئندہ اس طرح کا واقعہ نہ ہو"۔

اب ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب والا! چند لوگوں کو اس پر بات کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: خواتین و مرد سب اکٹھے ہیں اور یہ متفقہ قرار داد مذمت پیش کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ دعا گو بھی ہیں کہ آئندہ اس طرح کا واقعہ نہ ہو۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔(قطع کلامیاں)
صدارتی انتخابات کے حوالے سے کچھ اعلانات ہیں اگر آپ سننا مناسب سمجھیں تو میں عرض کر دیتا ہوں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب والا! جمعہ کا ٹائم بھی ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر کی جانب سے صدارتی انتخابات کے بارے میں اعلانات

جناب سپیکر: جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کل یعنی 6۔ستمبر 2008 کو صبح 10 بجے صدر پاکستان کے عہدے کے لئے انتخاب ہو رہا ہے۔اس بارے میں چند ضروری اعلانات کرنا چاہتا ہوں۔

صدر پاکستان کے انتخاب کا طریق کار اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے گوشوارہ دوئم میں دیا گیا ہے اور اس کی وضاحت قواعد صدارتی انتخابات بابت 1988 میں درج کر دی گئی ہے۔یہ انتخاب خفیہ رائے دہی کے ذریعے کیا جائے گا۔سب سے بڑی بات آپ کا شناختی کارڈ جو اسمبلی کی طرف سے جاری ہوا ہے، صدارتی انتخاب میں اراکین پنجاب اسمبلی کی طرف سے ووٹ ڈالنے کے لئے پنجاب اسمبلی بلڈنگ کو پولنگ سٹیشن قرار دیا گیا ہے، پنجاب اسمبلی نے بھی آج ایک تحریک کے ذریعے اسمبلی چیمبر کو بطور پولنگ سٹیشن استعمال کرنے کی اجازت دے دی ہے۔قواعد صدارتی انتخاب بابت 1988 کے قاعدہ نمبر 9 کے مطابق میں نے بھی کل یعنی 6۔ستمبر 2008 کو صبح دس بجے سے تین بجے سہ پہر تک صدارتی انتخابات کی پولنگ کے مقصد کے لئے صوبائی اسمبلی پنجاب کا خصوصی اجلاس طلب کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔چیف

جسٹس لاہور ہائی کورٹ مسٹر جسٹس سید زاہد حسین اس پولنگ سٹیشن کے Presiding Officer مقرر کئے گئے ہیں جو کل صبح 10 بجے اسمبلی کی اس خصوصی نشست کی صدارت کریں گے اور سپیکر کی کرسی پر تشریف فرما ہوں گے۔ جس کے فوراً بعد تلاوت قرآن پاک ہو گی۔ تلاوت کے بعد جناب Presiding Officer پولنگ کے آغاز کا اعلان کریں گے اور ووٹنگ کے طریق کار کے بارے میں مختصر تشریح بھی بیان فرمائیں گے۔ تاہم معزز ارکان کی سہولت کے لئے میں آج طریق کار کی مختصر وضاحت کر دیتا ہوں۔

تمام ووٹروں یعنی معزز اراکین کی انگریزی alphabets کے حساب سے فہرست تیار کی گئی ہے اور ووٹروں کو اسی ترتیب سے بلایا جائے گا۔ اپنا نام پکارے جانے پر ووٹر پولنگ سٹیشن کے پاس آکر اپنی انتخابی پرچی حاصل کرے گا۔ صدارتی انتخاب 2008 کے سلسلے میں انتخابی پرچی پر نشان لگانے کا طریق کار کچھ اس طرح ہے۔ بیلٹ پیپر پر امیدواروں کے نام اردو حروف تہجی کی ترتیب سے درج ہوں گے اور ہر نام کے سامنے خالی جگہ چھوڑی جائے گی۔ جس پر ووٹر صاحبان اپنی پسند کے امیدوار کے نام کے سامنے copying pencil سے cross کا نشان لگائیں گے۔ اس نشان کے علاوہ کوئی اور نشان ہرگز نہیں لگایا جائے گا۔ بیلٹ پیپر پر نشان لگانے کے لئے پردہ دار سکرین اور کمرے میں copying pencil رکھ دی جائے گی۔ اس پنسل کے علاوہ کوئی دوسری پنسل یا قلم استعمال نہ کریں گے۔ بیلٹ پیپر پر نشان لگا کر اسے سکرین کے پیچھے ہی تہہ کریں گے اور باہر تشریف لے آئیں گے۔ تہہ شدہ بیلٹ پیپر Presiding Officer کے سامنے رکھے ہوئے بیلٹ بکس میں ڈال کر واپس اپنی نشست پر تشریف لے جائیں گے۔ پولنگ مکمل ہو جانے کے بعد صدارتی انتخاب کے سلسلے میں بلایا جانے والا خصوصی اجلاس ختم ہو جائے گا۔ میں چند امور کی مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ کل کے الیکشن کے لئے ہم نے free seating کر دی ہیں۔ کیونکہ انگریزی حروف تہجی کے حساب سے نام پکارے جائیں گے اور معزز اراکین آتے جائیں گے۔ میں یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پولنگ کے دوران اراکین کی طرف سے کوئی point of order، کوئی سوال کوئی نکتہ ذاتی وضاحت اٹھانے یا کوئی بھی statement دینے کی اجازت نہیں ہو گی۔ قواعد صدارتی انتخاب بابت 1988 کے قواعد کے مطابق ووٹ ڈالنے کے لئے ہر رکن کے پاس اسمبلی سیکرٹریٹ کا جاری کردہ اسمبلی شناختی کارڈ ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی معزز رکن کے پاس شناختی کارڈ نہیں ہے تو وہ آج ہی بنوا لے۔ میری طرف سے اعلان ختم ہوا۔

آج کے اجلاس کا ایجنڈا ختم ہوا۔ کل یعنی ہفتہ کا اجلاس صدر پاکستان کے انتخاب کے لئے مخصوص ہے جس کے بارے میں ضروری ہدایات کا اعلان کیا جا چکا ہے لہذا الحمد للہ اجلاس برخاست کیا جاتا ہے۔ آپ تمام حضرات کا شکریہ

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(49)/2008/1179. Dated. 1st September 2008. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Friday, 5th September, 2008 at 09.00 a.m. in the Provincial Assembly Chambers, Lahore and the session shall stand prorogued on the conclusion of the sitting of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the
01-09- 2008

SALMAAN TASEER
GOVERNOR OF THE PUNJAB"